شرح قولِ ابنِ سیرین

امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ کے قول

''ان هذا العلم دين فانظروا عمن تاخذون دينكم''

(بے شک یہ علم تمہارا دین ہے پس یہ دیکھ لو کہ تم کس شخص سے اپنا دین اخذ کر رہے ہو)

کی جامع اور پرتاثیر تشریح

فضيلة الشيخ احمد بن عمر بازمول (حفظه الله)

(اسسٹنٹ پروفیسر جامعہ ام القری، مکہ مکرمہ)

(ترجمہ)

فاروق احمد عاصم

www.sirat-e-mustaqeem.com

نام کتاب : شرح قولِ ابن سیرین (رحمۃ اللہ علیہ)

مؤلف : شیخ احمد بن عمر باز مول (حفظہ اللہ)

ترجمہ : فاروق احمد عاصم

صفحات : ۳۴

ناشر : اصلی اہل سنت ڈاٹ کام

www.sirat-e-mustaqeem.com

ابتدائی خطبہ

تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے ہیں، ہم اسکی تعریف کرتے ہیں اور اسی سے مدد اور گناہوں کی بخشش چاہتے ہیں، اور ہم پناہ چاہتے ہیں اللہ کی، اپنے نفسوں کے شر سے اور اپنے برے اعمال کے شر سے، جسے اللہ ہدایت دیدے اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا، اور جسے وہ گمراہ کردے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ اکیلا ہے، اسکا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔

(اے ایمان والو: اللہ سے ڈرو جس طرح اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمہیں ہرگز موت نہ آئے مگر اس حالت میں کہ تم مسلمان ہو) (اے لوگو: اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اسکا جوڑا پیدا کیا اور پھر اس جوڑے سے بے شمار مرد اور عورتیں پیدا کر کے پھیلا دیں، اور ڈرو اس اللہ سے جس کے نام پر تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو، بے شک اللہ تم سب پر نگہبان ہے)۔ (اے ایمان والو: اللہ سے ڈرو اور سیدھی اور سچی بات کہو اللہ تمہارے اعمال درست کردے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا، اور جس نے اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کی تو یقیناً اس نے عظیم کامیابی حاصل کرلی)۔

امابعد: بے شک سب سے بہترین کلام اللہ کا کلام ہے، اور سب سے بہتر رہنمائی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رہنمائی ہے اور سب سے برا کام دین کے اندر نئی باتیں پیدا کرنا ہے، ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی آگ میں لیجانے والی ہے۔

آج کی اس تقریر کا موضوع ہے:

(امام ابن سیرین رحمہ اللہ کے قول ''ان ھذا العلم دین'' کی تشریح)

اور یہ تقریر ان شاءاللہ مندرجہ ذیل موضوعات پر مشتمل ہوگی:

(۱) موضوع کی اہمیت کے بیان میں ایک مختصر مقدمہ
(۲) امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ تعالی کے مختصر حالات زندگی
(۳) اس قول کی محدثانہ تخریج اور دیگر کن لوگوں سے اس قسم کے اقوال منقول ہیں
(۴) امام ابن سیرین رحمہ اللہ کے اس قول میں علم سے کون سا علم مراد ہے؟
(۵) امام ابن سیرین رحمہ اللہ کے اس قول کی شرعی دلیل کیا ہے؟
(۶) امام ابن سیرین رحمہ اللہ کے اس قول میں جو علمی فوائد و حکمتیں مضمر ہیں

www.sirat-e-mustaqeem.com

انکا بیان

(۷) اس مسئلے کے متعلق پیدا ہونے والے شکوک وشبہات اور انکے جوابات

اوران تمام مسائل کا خلاصہ اس امر کی وضاحت میں ہے کہ کن لوگوں سے علم حاصل کیا جائے اور کن لوگوں سے علم حاصل نہ کیا جائے۔

چنانچہ سب سے پہلے میں اللہ تعالی کی مدد اور توفیق سے اس مسئلے کی اہمیت بیان کروں گا جو مندرجہ ذیل باتوں سے ظاہر ہوتی ہے۔

پہلی بات

اللہ تعالی نے ہمیں اس بات کا حکم فرمایا ہے۔چنانچہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

(فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون)

(پس اہل علم سے پوچھ لو اگر تم نہیں جانتے)

تو گویا اس آیت میں اللہ تعالی نے ہمیں اہل ذکر سے سوال کرنے اور پوچھنے کا حکم فرمایا ہے۔اور سلف صالحین کی تشریح کے مطابق اہل ذکر سے مراد یہاں اہل علم یعنی علماء کرام ہیں۔چنانچہ اللہ تعالی کا علمی سوال کے لیے علماء کو خاص کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ علم کی بات ان کے علاوہ کسی اور سے نہیں پوچھی جاسکتی۔اس کی دلیل وہ حدیث بھی ہے جسے امام بخاری اور امام مسلم نے صحیحین میں روایت کیا ہے، کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنھا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ آل عمران کی یہ آیت تلاوت فرمائی:

(هوالذى انزل عليك الكتاب منه آيات محكمات هن ام الكتاب واخر متشابهات فاما الذين فى قلوبهم زيغ فيتبعون ماتشابه منه ابتغاء الفتنة وابتغاء تاويله وما يعلم تاويله الا الله)

(وہی اللہ تعالی ہے جس نے تجھ پر یہ کتاب نازل کی ہے،اس میں کچھ آیات ایسی ہیں جو مضبوط اور واضح ہیں، یہی کتاب کا اصل حصہ ہیں،اور کچھ آیات متشابہ ہیں،پس جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ متشابہ آیات کے پیچھے لگ جاتے ہیں تا کہ فتنہ برپا کریں اوران کی مراد کو سمجھیں،حالانکہ انکی حقیقی مراد کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا)

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو قرآن کریم کی متشابہ آیات کی کرید کرتے ہیں تو جان لو کہ یہی لوگ ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالی نے اس آیت میں فرمایا ہے پس ایسے لوگوں سے بچو، چنانچہ اس حدیث میں ایسے لوگوں سے بچنے کی تاکید ہے جو زبردستی علم کی تدریس اور فتوی نویسی کے لیے بیٹھ جاتے ہیں اوران کے حالات کا پتہ چلانا بہت ضروری ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

اس حدیث میں کج روی اختیار کرنے والے اور اہل بدعت کے ساتھ میل جول سے بچنے کی تنبیہ کی گئی ہے،اور

www.sirat-e-mustaqeem.com

جوشخص کسی فتنے اور فساد کی غرض سے متشابہ آیات کی کرید کرے گا اس کی بات کا جواب نہیں دیا جائے گا بلکہ اس کو ڈانٹ پلائی جائیگی اور تعزیر لگائی جائیگی جس طرح سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک شخص صبیغ کو درے لگائے تھے کیونکہ وہ متشابہ آیات کی کرید کیا کرتا تھا۔

دوسری بات

اس مسئلے کی اہمیت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ دین کا علم تروتازہ رہے، اور ہر جماعت اپنے سے پہلے لوگوں سے یہ علم اخذ کرتی رہے اور اس طرح یہ علم نسل در نسل آگے منتقل ہوتا رہے، کیونکہ اگر علماء کرام سے علم حاصل نہیں کیا جائے گا تو دین کا علم ضائع ہو جائے گا۔ امام بیہقی نے اپنی کتاب " المدخل الی السنن الکبری" میں عبداللہ بن عبید بن عمیر سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جب علماء کرام کو طالب علم اور سیکھنے والے مل جاتے ہیں تو علماء بھی باقی رہتے ہیں اور علم بھی تروتازہ رہتا ہے۔ اور جب انہیں طالب علم نہیں ملتے تو علم ختم ہو جاتا ہے، یہ کہنا کہ کتابیں باقی ہیں تو علم باقی ہے بالکل غلط ہے اس مسئلے کی مکمل تشریح ان شاء اللہ اپنے مقام پر آئیگی۔

تیسری بات

اگر اہل علم سے علم اخذ نہیں کیا جائیگا تو علم زمین سے اٹھا لیا جائے گا، کیونکہ علماء کرام کے وجود سے ہی علم کا وجود ہے اگر علماء نہیں رہیں گے تو علم بھی نہیں رہے گا۔ اور اللہ تعالی جب علم اٹھاتا ہے تو اس طرح نہیں اٹھاتا کہ اسے علماء کے سینوں سے نکال لے، نہیں، بلکہ وہ علماء کو اٹھا لیتا ہے تو علم ختم ہو جاتا ہے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت آئی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

(ان اللہ لا یقبض العلم انتزاعا ینتزعہ من الناس ولکن یقبض العلم بقبض العلماء حتی اذا لم یترک عالما اتخذ الناس رؤوسا جھالا فسئلوا فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا)

کہ اللہ تعالی علم کو اس طرح نہیں اٹھاتا کہ اسے لوگوں کے سینوں سے نکال لے نہیں، بلکہ وہ علماء کو وفات دیکر علم کا خاتمہ کرتا ہے حتی کہ جب کوئی عالم باقی نہیں رہتا تو لوگ جاہلوں کو اپنا سربراہ بنا لیتے ہیں جو بغیر علم کے فتوے دیتے ہیں اور خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ علماء کی وفات سے علم ختم ہو جانے کی وجہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب کوئی نیا نبی نہیں آئیگا، پہلی امتوں کا طریقہ یہ تھا کہ ان کے سربراہ انبیاء کرام ہوا کرتے تھے، جب کوئی نبی وفات پا جاتا تو دوسرا نبی اس کی جگہ لے لیتا لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ خاتم الانبیاء ہیں ان کے بعد کوئی نبی آنیوالا نہیں، بلکہ اب علماء ہی انبیاء کے وارث ہیں۔ چنانچہ اس امت محمدیہ علی صاحبہا التحیۃ والسلام کے علماء

www.sirat-e-mustaqeem.com

ہی اس تمام علمی میراث کے امین ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ترکے میں چھوڑی ہے۔اگر علماء وفات پا جائیں گے اوران سے علم اخذ نہ کیا گیا تو انکی موت کے ساتھ ہی علم بھی مر جائیگا۔امام بخاری نے اپنی کتاب صحیح بخاری کے کتاب العلم میں باب "کیف یقبض العلم" میں لکھا ہے کہ خلیفہ راشد سیدنا عمر بن عبدالعزیز نے امام ابوبکر بن حزم کی طرف یہ فرمان لکھا کہ آپ دیکھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جس قدر احادیث باقی ہیں انہیں لکھیں کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہیں علم مٹ نہ جائے اور علماء ختم نہ ہو جائیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح احادیث کے علاوہ کوئی حدیث قبول نہ کریں، نیز آپ علماء کرام اس علم کو پھیلائیں اور علمی مجالس قائم کیا کریں تا کہ جو نہیں جانتے وہ بھی اس علم کو جان لیں کیونکہ علم پہلے سینہ بہ سینہ راز بنتا ہے اور پھر بالآخر مٹ جاتا ہے۔

چوتھی بات

جس سے اس مسئلے کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے یہ ہے کہ جب اللہ تعالی علم قبض کر لیتا ہے تو جہالت پھیل جاتی ہے اور فتنے نمودار ہو جاتے ہیں اور قتل وغارت عام ہو جاتی ہے۔صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت آئی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(علم قبض کرلیا جائیگا اور جھالت اور فتنہ گری عام ہو جائیگی اور ہرج عام ہو جائیگا، کسی نے پوچھا یا رسول اللہ یہ ہرج سے کیا مراد ہے ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اس طرح) اوراپنے ہاتھ سے اس طرح اشارہ فرمایا جیسے قتل وغارت کی طرف اشارہ کر رہے ہوں)۔

پانچویں بات

یہ ہے کہ لوگ کھانے اور پانی کے اتنے محتاج نہیں ہیں جتنے کہ وہ علم کے محتاج ہیں،امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا قول ہے کہ لوگوں کو کھانے اور پانی سے زیادہ علم کی ضرورت ہے کیونکہ کھانے اور پانی کی دن میں دو یا تین مرتبہ ضرورت ہوتی ہے جبکہ علم کی ہر وقت ضرورت ہے۔

چھٹی بات

جن لوگوں سے علم نہیں لیا جاتا تو وہ راہزن بن جاتے ہیں جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ثواب پر ڈاکہ

www.sirat-e-mustaqeem.com

ڈالتے ہیں جوثواب کہ علم کی نشر واشاعت سے ان تک پہنچ رہا تھا، امام ابن قیم الجوزیہ فرماتے ہیں کہ جس نے اس امت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے علاوہ کسی اور امت کی طرف بلایا تو وہ فی الواقع اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہے، کیونکہ اس نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ اجر وثواب منقطع کر دیا جو لوگوں کی ہدایت کی وجہ سے اللہ کے رسول کو مل رہا تھا، لہذا یہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بدترین دشمنی ہے اللہ تعالی ہمیں اس رسوائی سے محفوظ رکھے۔

ساتویں بات

یہ جو مسئلہ ہے کہ کس شخص سے علم لیا جائے اور کس سے نہ لیا جائے اس مسئلے میں غلطی اور کوتاہی کی وجہ سے امت کے اندر بہت بڑا فساد اور انتہائی خوفناک قسم کا ضرر اور نقصان پہنچ رہا ہے۔ علامہ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شرعی معاملات میں غلطی کی وجہ سے امت کے حوالے سے بہت بڑا ضرر واقع ہو رہا ہے۔ علامہ شیخ صالح بن فوزان فرماتے ہیں کہ نوجوانوں کو چاہیے کہ اہل بدعت اور تخریبی خیالات رکھنے والے لوگوں سے بچیں کیونکہ یہ لوگ نوجوانوں کے ذہنوں میں فاسد عقائد، بدعات اور بے بنیاد باتیں ڈال کر ان کے ساتھ بہت بڑا ظلم کر رہے ہیں، چونکہ استاد کا طالب علم کے ذہن پر بہت بڑا اثر ہوتا ہے اور گمراہ استاد کی وجہ سے نوجوان شاگرد بھی گمراہ ہو جاتے ہیں اور جو استاد خود صحیح راستے پر ہو اسکے طلبہ اور شاگرد بھی صحیح راستے پر ہوتے ہیں۔ چونکہ استاد کا اس معاملے میں بڑا کلیدی رول ہے اس لیے ہمیں اس قسم کے معاملات میں سہل انگیزی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے۔

آٹھویں بات

جس سے اس مسئلے کی اہمیت کا اظہار ہوتا ہے یہ ہے کہ وہ اہل علم جو بدعات میں لت پت ہیں اور خواہش نفس کے پجاری بنے ہوئے ہیں اور اس قابل نہیں کہ ان سے علم حاصل کیا جائے، وہ باطل ہتھکنڈوں سے لوگوں کو ان علماء حق سے روکتے ہیں جن سے لوگوں کو علم حاصل کرنا چاہیے، اور علماء حق کو انتہائی برے القابات اور اوصاف سے یاد کرتے ہیں جبکہ اہل بدعت اور اہل اہوا کی تعریفوں کے پل باندھتے رہتے ہیں اور انکا بھرپور دفاع کرتے ہیں، ان لوگوں کا یہ کہنا بالکل جھوٹ ہے کہ ہم حق بات نہیں کرتے۔ علامہ شیخ احمد بن یحیی النجمی حفظہ اللہ فرماتے ہیں کہ جس طرح حزبی (فرقہ پرست) لوگ اہل سنت سے بچ کر رہتے ہیں اسی طرح اہل سنت کو بھی چاہیے کہ وہ خود بھی حزبی لوگوں سے بچیں اور لوگوں کو بھی ان سے بچنے کی تلقین کریں۔

میں آپ کو ایک مثال بتاتا ہوں کہ کس طرح حزبی لوگ عوام کو سلفی علماء سے بچنے کی تلقین کرتے ہیں، یہ مثال ایک

www.sirat-e-mustaqeem.com

مشہور میگزین میں موجود ہے جو نوجوانوں کا میگزین کہلاتا ہے، اسکے سنہ ۱۴۲۴ھ کے شمارہ نمبر ۵۴ میں ایک رائٹر محمد العوضی لکھتا ہے کہ ایک مرتبہ مغرب اور عشاء کے درمیان مفکر اسلام سید محمد قطب سے میری ملاقات تھی تو دوران گفتگو میں نے ان سے پوچھا کہ حضرت تربیتی نقطہ نظر سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جو مشہور داعی عمرو خالد ہے اس کے مسلک اور دعوت کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ وہ ایک منفرد صلاحیت کا مالک ہے جسے اس نے دین کی خدمت میں لگا دیا ہے۔ یہ سید محمد قطب کہہ رہے ہیں، میں نے ان سے پوچھا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ وہ عالم نہیں ہے اس لیے اسے اتنے بڑے پیمانے پر دعوت کا کام نہیں کرنا چاہیے؟ تو سید محمد قطب نے کہا کہ بہت سے علماء محض معلومات کی ایک بند الماری یا کسی لائبریری کی کاپی ہیں جن سے عوام کو کچھ فائدہ نہیں ہو رہا، باقی جہاں تک اس مبلغ عمرو خالد کی بات ہے تو اس نے کبھی یہ دعوی نہیں کیا کہ وہ کوئی فقیہ ہے، اسی طرح اور کئی بے سروپا باتیں۔۔۔۔

اللہ ہم سب پر رحم کرے، ذرا غور کیجئے کہ اس مصنف نے سلفی علماء کرام کی تصور کشی کیسے کی؟ جو کہ منہاج سنت پر کاربند ہیں، اور دعوت و تعلیم، عوام کی رہنمائی اور دعوت الی الخیر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور انکے صحابہ کرام کے طرزِ عمل کے وارث اور امین ہیں۔ اس شخص نے متبع سنت علماء کو تو معلومات کی بند الماری کہا اور ایک ایسا شخص جو نہ عالم دین ہے اور نہ اس نے کسی مکتب علم میں کسی استاد کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا بلکہ جس کے متعلق علماء کی رائے بھی اچھی نہیں اور علماء نے اس کے متعلق کہا ہے کہ وہ ایسا ہے ایسا ہے اور اس سے بچنے کی تلقین کی ہے، اس کے متعلق اس شخص کی رائے یہ ہے کہ وہ دعوتِ دین کا بہت اچھا کام کر رہا ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ ایک واضح مثال ہے اس بات کی کہ ہوس پرست اور اہل بدعت لوگوں کو اہل سنت سے دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور ہوس پرستوں اور اہل بدعت کی تعریف کر کے لوگوں کے دلوں میں انکی رغبت پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ اہل علم کی ایک پوری جماعت ہے جس نے عمرو خالد جیسے لوگوں سے بچنے کی تلقین کی ہے اور اس کی کئی وجوہات ہیں۔

پہلی وجہ: اس شخص نے باقاعدہ تحصیل علم نہیں کی

دوسری وجہ: وہ شرعی علم نہیں رکھتا، اس مسئلے پر تفصیلی گفتگو ان شاء اللہ آگے آئے گی کہ جاہل کون لوگ ہیں اور شرعی علوم کے متعلق انکی باتوں کی کیا اہمیت ہے۔

تیسری وجہ: یہ شخص فاسق ہے، کیونکہ یہ داڑھی مونڈھتا ہے، انگریزوں جیسا لباس یعنی پینٹ شرٹ ٹائی پہنتا ہے، غیر محرم عورتوں کے ساتھ کھلی بات چیت کرتا ہے اور انکی طرف بے حجابانہ دیکھتا ہے، عورتوں کے مردوں کے ساتھ میل جول کو جائز قرار دیتا ہے اور طرح طرح کے فتوے صادر کرتا ہے حالانکہ محمد قطب کا کہنا یہ تھا کہ وہ فقیہ ہونے کا دعوے دار نہیں، لیکن وہ ان تمام باتوں کے جواز کا فتوی دیتا ہے جن پر وہ خود عامل ہے۔ اور یہ تو آپ کے علم میں ہے کہ وہ دعوتی مصلحت کے پیش نظر داڑھی مونڈھنے کو جائز قرار دیتا ہے۔ یہ باتیں جن کا میں نے ذکر کیا ہے اگر ان میں سے ایک بات بھی کسی شخص کے اندر موجود ہو تو وہ اس بات کے لیے کافی ہے کہ اس سے علم نہ لیا جائے۔ تو یہ کچھ اہم باتیں ہیں جن سے

www.sirat-e-mustaqeem.com

اس مسئلے کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔

امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ کے مختصر حالاتِ زندگی

آپکا نام امام محمد بن سیرین انصاری اور کنیت ابوبکر ہے، ائمہ تابعین میں سے ہیں، سنہ ۳۱ ہجری میں پیدا ہوئے اور سنہ ۱۱۰ ہجری میں وفات پائی، تیس صحابہ کرام کی زیارت کا شرف حاصل کیا اور ان سے قرآن وسنت کا علم حاصل کیا، سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے خصوصی تعلق تھا کیونکہ وہ ان کے آقا تھے، سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے بھی کسب فیض کیا تھا۔ قرون اولی کے بہت سے اہل علم وفضل نے انکے علم وتفقہ، ثقہ اور عادل ہونے کی شہادت دی ہے۔ مشہور امام حدیث امام یحیی ابن معین اور محدث ابوزرعہ کہتے ہیں ''محمد ابن سیرین ثقہ اور صدوق ہیں'' ابن سعد رحمہ اللہ فرماتے ہیں ''ابن سیرین ثقہ ہیں، قابل اعتماد ہیں، بلند مرتبہ ہیں، فقیہ ہیں، امام ہیں، زبردست علم وتقوی کے حامل ہیں'' ابن خراس کہتے ہیں ''امام محمد بن سیرین، یحیی بن سیرین، معبد بن سیرین، انس بن سیرین، حفصہ بنت سیرین، یہ سب بہن بھائی مکمل طور پر ثقہ ہیں'' امام ابن جریر طبری کہتے ہیں ''محمد بن سیرین عالم، فقیہ، ادیب، صاحب ورع، کثیر الروایت اور صدوق تھے اہل علم وفضل نے انکے بارے میں یہ شہادت دی ہے اور وہ حجت تھے'' ہر دور کے علماء نے انکی تعریف کی ہے اور بتایا ہے کہ وہ علم میراث، عدالتی مسائل اور ریاضی کے عالم اور فقیہ تھے۔ انہی امام محمد ابن سیرین رحمہ اللہ کے کچھ ایسے منفرد اقوال ہیں جو انکی علمیت سلفیت اور علوم شرعیہ میں رسوخ کا پتہ دیتے ہیں۔

امام دارمی رحمہ اللہ نے انکا ایک قول نقل کیا ہے کہ:

''سلف صالحین کا طریقہ یہ تھا کہ وہ کسی شخص کو اس وقت تک صحیح راستے پر سمجھتے تھے جب تک وہ سلف صالحین کے اقوال پر کاربند رہتا تھا کیونکہ یہی وہ صحیح راستہ ہے جو جنت میں پہنچانے والا ہے''

امام لالکائی ابن سیرین کا ایک قول نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

''اگر آج کے دور میں دجال نکل آئے تو میں دیکھ رہا ہوں کہ اہل اہوا وبدعت اسکی پیروی کریں گے'' امام لالکائی نے اسماعیل سے روایت کیا ہے کہ اہل اہوا میں سے دو آدمی امام محمد بن سیرین کے پاس آئے اور کہنے لگے حضرت ہم آپ کو ایک حدیث سناتے ہیں، آپ نے فرمایا، رہنے دو، پھر کہنے لگے اچھا ہم آپ کو قرآن کی ایک آیت سناتے ہیں، آپ نے فرمایا رہنے دو، بلکہ تم میرے پاس سے اٹھ جاؤ ورنہ میں اٹھ کر چلا جاؤں گا۔ چنانچہ وہ دونوں شخص اٹھے اور نکل کر چلے گئے۔ بعد میں حاضرین میں سے کسی شخص نے امام صاحب سے کہا کہ حضرت اگر وہ لوگ آپ کو ایک آیت سنا دیتے تو کیا حرج تھا، فرمایا: مجھے یہ بات پسند نہ آئی کہ وہ میرے سامنے قرآن کی کوئی آیت پڑھیں اور پھر اس کے معانی میں تحریف

www.sirat-e-mustaqeem.com

کریں اور وہ بات میرے دل میں بیٹھ جائے۔

یہ ہے سلفی حضرات کا عظیم الشان موقف، علم کے متلاشیوں کو چاہیے کہ اس چیز کو ہمیشہ مدنظر رکھیں، دیکھیے یہ امام محمد بن سیرین ہیں، دین میں سارے زمانے کے امام ہیں، لیکن اس کے باوجود اتنا بھی پسند نہ کیا کہ اہل بدعت سے قرآن کی ایک آیت ہی سن لیں، آج بعض سلفی حضرات بھی یہ کہتے ہیں کہ ہم ہوس پرستوں کی باتیں سنتے ہیں، یا ہم حزبیوں کی باتیں سنتے ہیں لیکن ہم حق بات لے لیتے ہیں اور جو باطل ہوتی ہے اسے چھوڑ دیتے ہیں۔

اور بعض لوگوں کو اللہ جانے کیا ہوا ہے کہ جو لوگ صحیح معنوں میں طالب علم کہلوانے کی اہلیت اور استحقاق بھی نہیں رکھتے چہ جائیکہ انہیں علماء کہا جائے، وہ بھی آج یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم سب کی بات سنتے ہیں اور جو صحیح اور حق بات ہوتی ہے وہ ہم لے لیتے ہیں اور باطل کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اللہ کے بندو کیا تم میں صحیح اور غلط بات میں تمیز کرنے کی صلاحیت ہے؟ کیا تم حق کو باطل سے الگ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہو؟ کیا تم ایک چالاک اور شاطر مبتدع کی تحریف کو پہچان سکتے ہو؟۔

امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ ایک جلیل القدر امام ہیں دنیائے علم میں بلند مقام رکھتے ہیں لیکن اس کے باوجود ہوس پرستوں اور اہل بدعت سے قرآن کریم کی ایک آیت بھی سننا گوارا نہ کی کہ کہیں ان لوگوں کا باطل استدلال انکے ذہن میں نہ بیٹھ جائے۔ حیرت ہوتی ہے موجودہ دور کے ان لوگوں پر جو کہتے ہیں کہ ہم سب کی بات سنتے ہیں اور حق بات قبول کر لیتے ہیں اور باطل کو چھوڑ دیتے ہیں۔ امام ذہبی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''سیر اعلام النبلاء'' میں ذکر کیا ہے کہ ایک شخص نے امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے دریافت کیا کہ اہل اہوا سے علمی باتیں سننے کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ فرمایا: ہم ان سے علم کی بات نہیں سنتے اور نہ ہماری نظر میں انکی کوئی عزت ہے، اہل اہوا گمراہ لوگ اور اہل بدعت علماء کی نظر میں فاسق و فاجر ہیں انکا فسق و فجور کبیرہ گناہوں کے مرتکب افراد سے بھی بڑھ کر ہے۔ اسی طرح امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ تعالی کے اور بھی کئی اقوال ہیں۔

امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ کے اس قول کی محدثانہ تخریج

امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ کا یہ قول امام مسلم نے اپنی کتاب صحیح مسلم کے مقدمے میں روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ''یہ علم تمہارا دین ہے پس یہ دیکھ لو کہ تم اپنا دین کس شخص سے اخذ کر رہے ہو'' علماء اور محدثین کی ایک پوری جماعت نے ابن سیرین سے یہ قول نقل کیا ہے۔ ابن رجب حنبلی کہتے ہیں کہ امام ابن سیرین پہلے شخص ہیں جنہوں نے علماء اور محدثین پر تنقید کی اور ثقہ علماء کو غیر ثقہ علماء سے الگ کیا۔ اور متعدد لوگوں نے ان سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ: ''یہ علم تمہارا دین ہے پس یہ دیکھ لو کہ تم اپنا دین کس شخص سے اخذ کر رہے ہو'' یعقوب بن شیبہ کہتے ہیں کہ میں نے امام حدیث یحیی بن معین سے دریافت کیا کہ کیا محمد بن سیرین کے علاوہ بھی آپ کسی ایسے تابعی کو جانتے ہیں جو محدثین کی

www.sirat-e-mustaqeem.com

چھانٹی کرتا ہو؟ انہوں نے سر ہلا کر نفی میں جواب دیا۔ امام علی ابن المدینی فرماتے ہیں کہ ''امام ابن سیرین حدیث میں غور وفکر کیا کرتے تھے اور اسناد حدیث کے بارے میں چھان بین کیا کرتے تھے اور ہمیں نہیں معلوم کہ ان سے پہلے کسی شخص نے یہ کام کیا ہو۔ پھر انکے بعد ایوب، ابن عون، پھر شعبہ بن حجاج پھر یحیی بن سعید پھر عبدالرحمٰن نے یہ طریقہ اپنایا، یہ پوری بات امام ابن رجب حنبلی سے منقول ہے۔

یہ قول ائمہ تابعین اور تبع تابعین سے منقول ہے، امام مالک ابن انس رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنے کسی شاگرد سے فرمایا تھا:

'' اتق الله وانظر ممن تاخذ هذا الشان اى العلم''

یعنی اللہ سے ڈرو اور یہ دیکھ لو کہ تم کس شخص سے یہ چیز (علم) حاصل کر رہے ہو

ابن ابی اویس کہتے ہیں کہ میں نے اپنے ماموں امام مالک بن انس کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ'' یہ علم تمہارا دین ہے پس یہ دیکھ لو کہ تم اپنا دین کس شخص سے اخذ کر رہے ہو'' پھر فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس مسجد میں ستر افراد کو دیکھا جو ان ستونوں کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بیان کیا کرتے تھے لیکن میں نے ان سے ایک روایت بھی نہیں لی حالانکہ ان میں سے ہر شخص تقوی کے اس مقام پر تھا کہ اگر اسے پورے بیت المال کا امین بنا دیا جاتا تو وہ کبھی خیانت نہ کرتا لیکن اس کے باوجود میں نے ان سے ایک روایت بھی نہیں لی کیونکہ وہ اہل علم میں سے نہیں تھے۔ یہ قول امام ابن سیرین کے بھائی انس بن سیرین سے بھی مروی ہے، ابن ابی حاتم نے کتاب ''**الجرح و التعدیل**'' میں حماد بن زید سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم انس بن سیرین کے پاس ان کے مرض الوفات میں گئے تو انہوں نے فرمایا: اے نوجوانو! اللہ سے ڈرو اور یہ دیکھ لیا کرو کہ تم یہ احادیث کن لوگوں سے اخذ کر رہے ہو کیونکہ یہ تمہارا دین ہے۔ اسی طرح ضحاک ابن مزاحم سے بھی یہ قول پوری صحت کے ساتھ مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ'' یہ علم تمہارا دین ہے پس یہ دیکھ لو کہ تم اپنا دین کس شخص سے اخذ کر رہے ہو'' اسی طرح ابن عون، عقبہ بن نافع، امام شعبی، امام اوزاعی، زید بن اسلم، عبدالرحمٰن بن یزید، ابراہیم، ابی الزناد وغیرہ بہت سے ائمہ تابعین سے ابن سیرین جیسا قول منقول ہے گویا اس بات پر ائمہ تابعین کا اجماع ہے۔

امام ابن سیرین رحمہ اللہ کے اس قول میں علم سے مراد کونسا علم ہے؟

امام ابن سیرین رحمہ اللہ کے اس قول ان هـذاالـعـلـم دين.....الخ میں علم سے مراد وہ دینی اور شرعی علم ہے

www.sirat-e-mustaqeem.com

جس کے ذریعے بندہ اللہ تعالی کا قرب حاصل کرتا ہے، اور یہ اللہ تعالی کی کتاب قرآن کریم اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا علم ہے جو سلف صالحین کے فہم کے مطابق ہو۔ امام سفیان ثوری کہتے ہیں: دین کا تمام تر علم دراصل ان احادیث اور آثار کا علم ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور انکے صحابہ کرامؓ سے منقول ہیں۔

ابو حاتم رازی کہتے ہیں:

کہ ہمارے نزدیک علم سے مراد کتاب اللہ کے واضح اور غیر منسوخ احکام ہیں، اور وہ احادیث ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحت کے ساتھ ثابت ہوں اور کسی شرعی دلیل سے متصادم نہ ہوں، اور فقہاء صحابہ کے وہ اقوال ہیں جن پر انکا اتفاق تھا اور اگر کسی مسئلے پر ان میں اختلاف ہو تو ہم ان کے اختلاف سے باہر نہیں جائیں گے۔

امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

علم سے مراد کتاب وسنت اور اجماع امت کے صریح اور منصوص احکام ہیں، اور اگر کوئی مسئلہ ان تین مصادر میں صراحتاً نہ ملے تو اسے انہی تین ماخذوں کے ملتے جلتے مسائل پر قیاس کیا جائیگا۔

امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ کے اس قول کی شرعی دلیل

امام ابن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''یہ علم تمہارا دین ہے، پس یہ دیکھ لو کہ تم اپنا دین کن لوگوں سے حاصل کر رہے ہو'' ہم اپنی گذشتہ گفتگو میں قرآن وسنت اور اقوال سلف صالحین سے کافی دلائل نقلیہ پیش کر چکے ہیں جو اس قول کی معنوی صحت پر دلالت کرتے ہیں۔ تو گویا یہ ایک ایسا قول ہے جس میں امام ابن سیرین رحمہ اللہ متفرد نہیں ہیں بلکہ اور بھی کئی لوگوں سے اس طرح کے اقوال منقول ہیں جس کی تفصیل گذشتہ بیان میں آ چکی ہے۔ جہاں تک ان کا یہ کہنا ہے کہ یہ علم دین ہے تو یہ بات اللہ تعالی کے اس ارشاد،

''الیوم اکملت لکم دینکم''

(کہ آج میں نے تمہارا دین تمہارے لیے مکمل کر دیا)

سے بھی واضح ہوتی ہے کیونکہ اس سے اللہ تبارک وتعالی کی مراد یہ ہے کہ آج میں نے تمہارے دین کا وہ حصہ جس کا تعلق عقائد اور احکام سے ہے مکمل کر دیا ہے۔ تو بلا شبہ دین کے بنیادی عقائد واحکام خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے مکمل ہو چکے ہیں۔ اسکی دوسری دلیل سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین''

(یعنی اللہ تعالی جس شخص سے بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا کر دیتا ہے)

اس حدیث میں بھی الدین سے مراد احکام شریعت ہی ہیں۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

رہا ان کا یہ قول کہ (کہ تم دیکھ لو کہ تم کس سے اپنا دین حاصل کر رہے ہو) تو اس کی پہلی دلیل اللہ تعالی کا یہ ارشاد ہے:

(فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون)

(پس تم اہل علم سے دریافت کر لو اگر تم نہیں جانتے)

دوسری دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا:

" فاذا رايتم الذين يتبعون ما تشابه منه فاولئك الذين سمى الله فاحذروهم"

(پس جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو متشابہ آیات کی پیروی کرتے ہیں تو جان لو کہ یہی لوگ ہیں جن کو اللہ تعالی نے کجرو کہا ہے پس ان سے بچو)

اور تیسری دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث ہے:

" الا سئلوا اذ جهلوا إنماشفاء العى السؤال"

(یعنی جب انہیں علم نہیں تھا تو پوچھ لیتے، عاجز کی شفاء اسی میں ہے کہ وہ پوچھ لے)

اور چوتھی دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

" المرء على دين خليله فلينظر احدكم من يخالل"

(انسان اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے چنانچہ ہر شخص کو یہ دیکھ لینا چاہیے کہ وہ کس سے دوستی کر رہا ہے)

یہ تمام منقولہ دلائل اور اس کے علاوہ وہ دلائل بھی جن کا ذکر ان شاء اللہ آئندہ گفتگو میں آئیگا، اس حقیقت کو پوری طرح واضح کر دیتے ہیں کہ امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ کا یہ قول قرآن وسنت اور صحابہ کرامؓ کے دینی فہم پر مبنی ہے۔

بلکہ سلف صالحین رضی اللہ عنہم کا طریقہ ہی یہی تھا کہ وہ متبع تھے مبتدع نہیں تھے، وہ اپنی طرف سے اصول نہیں بناتے تھے بلکہ وہ قرآن وسنت سے اخذ کردہ اور سلف صالحین امت سے منقول شرعی اصولوں کی طرف رجوع کرتے تھے۔

امام محمد بن سیرین رحمه الله کے اس قول کے علمی نکات اور حکمتیں

امام ابن سیرین رحمہ اللہ کا یہ قول بہت سے علمی نکات پر مشتمل ہے جن کی مختصر تفصیل یہ ہے:

پہلا نکتہ: علم کا مقصد کیا ہے؟

دوسرا نکتہ: علمی مسائل میں بغیر علم کے بولنا حرام ہے

www.sirat-e-mustaqeem.com

تیسرا نکتہ: جن مشائخ اور اساتذہ سے علم حاصل کیا جائے ان کے بارے میں چھان بین ضروری ہے

چوتھا نکتہ: مسندِ علم پر متمکن مشائخ کے درمیان فرق ملحوظ رکھنا چاہیے

پانچواں نکتہ: علم کن لوگوں سے حاصل کیا جائے

چھٹا نکتہ: کن لوگوں سے علم حاصل نہ کیا جائے

ساتواں نکتہ: حصول علم میں، کسی کی بات سننا، کسی کی مجلس میں حاضر ہونا، کسی کی تحریر پڑھنا، کسی کی صحبت اختیار کرنا، اور اس کے علاوہ اخذ علم کی تمام صورتیں شامل ہیں۔

آٹھواں نکتہ: یہ کیسے معلوم ہوگا کہ کس سے علم حاصل کیا جائے اور کس سے علم حاصل نہ کیا جائے؟

امام محمد ابن سیرین رحمہ اللہ تعالی کے اس قول سے یہ چند علمی نکات مستنبط کیے گئے ہیں جن کا ہم ان شاء اللہ باری باری جائزہ لیں گے اور انہیں پوری طرح سمجھنے کی کوشش کریں گے۔

پہلا نکتہ:

علم کا مقصد حقیقی کیا ہے؟

کیا علم کا مقصد محض معلومات بڑھانا اور اپنے دماغ میں معلومات کا ڈھیر اکٹھا کرنا ہے؟ کیا علم کا مقصد یہ ہے کہ انسان لوگوں کا سربراہ بن جائے اور اسے ایک انفرادیت حاصل ہو جائے؟ کیا علم کا مقصد یہ ہے کہ انسان یہ کہے کہ مجھے بہت سے علوم پڑھنے چاہیے تاکہ میں ایک منفرد شخصیت بن جاؤں اور لوگ میری طرف رجوع کریں اور مجھے اپنا سربراہ بنا لیں؟ کیا مقصد ہے علم کا؟ میرے بھائی علم کا مقصد یہ ہے کہ آپ علی وجہ البصیرت اللہ تعالی کی عبادت کر سکیں، آپ کو اللہ تعالی کا خوف اور خشیت حاصل ہو اور آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور انکے صحابہ کرام کے طریقے کی پیروی کر سکیں، علم سے مراد محض معلومات کی کثرت نہیں ہے۔

امام ابن عبدالبر مالکی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "جامع بیان العلم و فضلہ" میں امام سفیان ثوری کا یہ قول نقل کیا ہے "انسان حدیث کا علم اس لیے حاصل کرتا ہے تاکہ اس کے ذریعے اللہ کا تقوی اختیار کر سکے، اسی لیے علم حدیث کو دیگر علوم پر فضیلت حاصل ہے، اگر یہ بات نہ ہو تو علم حدیث اور دیگر علوم میں کوئی فرق باقی نہیں رہتا"۔ تو امام سفیان ثوری رحمہ اللہ نے اس بات کو واضح کر دیا کہ علم کا مقصد یہ ہے کہ انسان بصیرت اور خشیت کے ساتھ اللہ تعالی کی عبادت کر سکے۔ فرمایا کہ حدیث کا علم تو حاصل ہی اس لیے کیا جاتا ہے تاکہ انسان اس کے ذریعے اللہ کا تقوی اختیار کر سکے، تاکہ اسے

www.sirat-e-mustaqeem.com

معلوم ہو سکے کہ اللہ تعالی کی عبادت کیسے کی جاتی ہے۔ارشاد باری تعالی ہے

''قل هذه سبيلي ادعو الى الله على بصيرة''

(کہہ دیجیے کہ یہ ہے میرا راستہ، میں بصیرت کے ساتھ اللہ کی طرف بلاتا ہوں)

یعنی علم اور دلیل اور اللہ تعالی کے نور کی روشنی کے ساتھ، یعنی آپ جہالت اور گمراہی کے ساتھ لوگوں کو اللہ کی طرف نہ بلائیں۔

علامہ رامہرمزی نے اپنی کتاب ''المحدث الفاصل'' میں امام مالک بن انس سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: کہ علم کثرتِ روایت کا نام نہیں بلکہ علم تو ایک نور ہے جو اللہ دلوں میں پیدا کرتا ہے۔احمد بن صالح مصری نے اس جملے کی ان الفاظ میں تشریح کی ہے: ''اس کا مطلب یہ ہے کہ خشیت زیادہ روایتیں بیان کرنے سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ وہ علم جس کا اتباع اللہ تعالی نے فرض کیا ہے وہ کتاب وسنت اور صحابہ کرام کے اقوال ہیں''۔قوام السنہ نے کتاب الحجہ میں کہا ہے ''کہ علم زیادہ روایتیں بیان کرنے کا نام نہیں بلکہ علم اتباع اور استعمال کا نام ہے، صاحب علم صحابہ اور تابعین کی پیروی کرتا ہے اگر چہ کم علم رکھتا ہو، اور جو صحابہ اور تابعین کی مخالفت کرے وہ گمراہ ہے اگر چہ بہت زیادہ علم رکھتا ہو''۔ یہ بلاشبہ ان کا زبردست قول ہے ہمیں اس پر غور کرنا چاہیے، سبحان اللہ فرماتے ہیں کہ علم کثرتِ روایت یا کثرتِ معلومات کا نام نہیں بلکہ علم تو محض اتباع اور پیروی کا نام ہے۔اگر آپ صحیح علم حاصل کرنا چاہتے ہیں جس کے حاصل کرنے والے اللہ تعالی کی نظر میں قابل تعریف ہیں تو پھر ایسا علم حاصل کیجئے جو قرآن وسنت اور سلف صالحین امت کے فہم پر مبنی ہو۔پھر دوسری بات یہ فرمائی کہ اگر چہ وہ کم علم ہو، دراصل بعض اوقات ایک شخص سلف صالحین کے فہم کے مطابق کتاب وسنت کا متبع ہوتا ہے لیکن اس کا علم کم ہوتا ہے، لیکن آپ کو ایسے ہی شخص سے علم حاصل کرنا چاہیے شیطان کے اس فریب میں ہرگز نہ آئیں کہ اس کا علم کم ہے۔کیونکہ کتاب وسنت کے اتباع اور سلف صالحین کے فہم کی وجہ سے وہ عظیم شخص ہے اگر چہ اہل بدعت اور گمراہ لوگ اسے کمتر خیال کرتے ہوں۔

کیا وہ حق جو کتاب وسنت پر مبنی ہو بہت بڑی چیز نہیں؟ ہاں اللہ کی قسم وہ حق بات بہت بڑی چیز ہے لیکن جاہل اسے دیکھتے ہیں تو اسے چھوٹا خیال کرتے ہیں کیونکہ یہ لوگ جب قرآن وسنت کے دلائل کو دیکھتے ہیں تو انہیں حقیر خیال کرتے ہیں اور پھر اپنی متعفن عقلیں اور ناپاک دل استعمال کرنا شروع کر دیتے ہیں اور انہیں کتاب وسنت کی نصوص پر ترجیح دیتے ہیں. ''العلل و معرفة الرجال'' میں امام احمد بن حنبل نے سلف صالحین میں سے کسی بزرگ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا'' میری اور تمہاری رائے اگر کتاب وسنت کے خلاف ہو تو اسے کوڑے کے ڈھیر پر پھینک دو'' میرے محترم بھائیو سوچنے کا مقام ہے کہ آخر کیوں؟ کیونکہ کتاب وسنت کی مخالف رائے ملعون ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے

'' الدنيا ملعونة وملعون ما فيهاالا ذكرالله وما والاه''

www.sirat-e-mustaqeem.com

(یہ دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سب ملعون ہے سوائے اللہ تعالی کے ذکر کے اور جو اس کے مطابق و متعلق ہو) تو کیا کتاب وسنت کی مخالف رائے اللہ کے ذکر میں سے ہے؟ کیا وہ ذکر اللہ کے متعلقات میں سے ہے؟ بلکہ وہ ذکر اللہ کے مخالف ہے اس وجہ سے ملعون ہے اور اس میں کوئی خیر نہیں۔ اسی لیے قوام السنہ نے فرمایا ''جو صحابہ کی مخالفت کرے وہ گمراہ ہے اگر چہ کتنا بڑا عالم ہو'' میرے زمانہ طالبِ علمی کی بات ہے، اگر چہ میں اب بھی ایک طالبِ علم ہی ہوں، لیکن علمی فائدے کے لیے عرض کر رہا ہوں کہ زمانہ طالبِ علمی میں میرے ایک بھائی دوست تھے جنہیں میں نے اپنا بھائی بنا رکھا تھا، وہ کسی بدعتی اور اہل اہوا سے تعلیم حاصل کیا کرتے تھے، اور میں انہیں کہا کرتا تھا کہ میرے بھائی اللہ سے ڈرو، یہ بدعتی اور گمراہ لوگ ہیں، سلف صالحین ہم سے زیادہ صاحبِ علم تھے ہم سے زیادہ صاحبِ بصیرت تھے، ہم سے زیادہ دین کا فہم اور تفقہ رکھتے تھے۔ تو جب انہوں نے ہمیں ان لوگوں سے بچنے کی تاکید کی ہے تو پھر آپ ان لوگوں سے آخر کونسا علم سیکھنے کی کوشش کر رہے ہیں؟ ان لوگوں سے آپ کو سوائے گمراہی کے کیا ملے گا؟ میرا وہ بھائی کہتا ''میں تو اس شخص سے علم حاصل کر رہا ہوں، مجھے اسکی بدعات سے کیا واسطہ''۔ پھر کہتا میرے بھائی وہ شخص بڑی معلومات رکھتا ہے اسے حدیث فقہ اصول اور فلاں فلاں علوم میں بڑی مہارت حاصل ہے۔ معلومات کی کثرت انسان کو مرجع علم نہیں بنا دیتی بلکہ جو چیز انسان کو علم کا مرجع اور مرکز بناتی ہے وہ کتاب وسنت کا اتباع ہے نہ کہ محض معلومات کی کثرت۔ پس وہ شخص جو اہل بدعت اور گمراہوں میں سے ہے، وہ خواہ کتنا ہی بڑا عالم کیوں نہ ہو اور خواہ کیسی ہی زبردست معلومات کیوں نہ رکھتا ہو شریعت کے ترازو میں ایسے شخص کا کوئی وزن نہیں، وہ اللہ کی نظر میں بالکل حقیر اور ذلیل ہے اتباع سنت کے بغیر محض کثرت معلومات اس کو کوئی نفع نہیں دے گی۔ جیسا کہ میں نے ابھی قوام السنہ کا قول نقل کیا ہے۔ کیونکہ وہ خشیت جو علم سے پیدا ہوتی ہے یا وہ خشیت جو علماء کو حاصل ہوتی ہے اس سے مراد وہ خشیت ہے جو علم شرعی سے حاصل ہوتی ہے، جو کتاب وسنت میں تفقہ کرنے سے اور علمی اور عملی مسائل میں سلف صالحین کے فہم کے مطابق تفقہ پیدا کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالی نے علماء کی تعریف کی ہے کہ:

'' انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء''

(کہ اللہ تعالی سے حقیقی معنوں میں وہی بندے ڈرتے ہیں جو صاحبِ علم ہیں)

دوسرا نکتہ:

علمی مسائل میں بغیر علم کے بات کرنا حرام ہے

www.sirat-e-mustaqeem.com

امام ابن سیرین کیا فرمارہے ہیں؟ان هـذا العلم دین فانظروا عمن تاخذون دینکم ،کہ یہ علم تمہارا دین ہے پس دیکھ لو کہ تم کس سے اپنا دین حاصل کررہے ہو۔اچھا جب علم اور علمی مسائل میں بات کرنا دین ہے تو کیا ہر شخص کے لیے جائز ہے کہ مسند سنبھال لے اور اللہ کے دین کے متعلق بولنا شروع کردے۔

ارشاد باری تعالی ہے،:

(قل انما حرم ربی الفواحش ما ظهر منها وما بطن والاثم والبغی بغیر الحق وان تشرکوا بالله مالم ینزل به سلطانا وان تقولوا علی الله مالا تعلمون)

(کہہ دیجیے کہ میرے رب نے تمام ظاہری اور باطنی بے حیائیاں اور گناہ اور ناحق ظلم حرام کردیا ہے اور یہ کہ تم اللہ کے ساتھ ان کو شریک بناؤ جن کے متعلق اس نے کوئی دلیل نازل نہیں کی اور یہ کہ تم اللہ پر ایسی بات لگاؤ جو تم جانتے نہیں ہو) بعض سلف صالحین کا قول ہے کہ اللہ تبارک وتعالی نے اس آیت میں محرمات کو ترتیب صعودی میں بیان کیا ہے یعنی ادنی سے اعلی کی طرف،یعنی پہلے کم تر درجے والا گناہ پھر اس سے بڑا گناہ، چنانچہ فرمایا:

قل انما حرم ربی الفواحش ما ظهر منها وما بطن ،اے نبی ﷺ آپ فرمادیجئے کہ میرے رب نے تمام فواحش کو حرام قرار دیا ہے،خواہ وہ ظاہری ہوں یا باطنی،فواحش سے مراد زنا اور اس سے متعلق دیگر بدکاریاں ہیں۔اسکے بعد فرمایا '' **والاثم والبغی** '' اور گناہ اور ناحق ظلم کو اور یہ چیز کہ تم اللہ کے ساتھ ان کو شریک کرو جن کے متعلق اللہ تعالی نے کوئی سند نازل نہیں کی۔اور سب سے آخر میں یہ بات کہ تم اللہ کے بارے میں ایسی بات کہو جو تم نہیں جانتے۔اور اس سے پہلے ہے(اور یہ چیز کہ تم اللہ کے ساتھ ان کو شریک کرو جن کے متعلق اللہ تعالی نے کوئی سند نازل نہیں کی)۔

مقام فکر

کونسا گناہ زیادہ بڑا ہے؟اللہ کے ساتھ شرک کرنا یا اللہ کے بارے میں بغیر علم کے بات کرنا۔سلف صالحین کا قول ہے کہ اللہ تعالی کے بارے میں بغیر علم کے بات کہنا اللہ کے نزدیک شرک سے بھی زیادہ بڑا گناہ ہے۔اس کی وجہ کیا ہے؟ وہ فرماتے ہیں کہ مشرک صرف خود گمراہ ہوتا ہے جبکہ اللہ تعالی کے بارے میں بغیر علم کے بات کرنے والا ساری مخلوق کو گمراہ کرتا ہے۔اس لیے اللہ تعالی کے بارے میں بغیر علم کے بات کرنا علماء کے نزدیک سب سے بڑا گناہ ہے۔امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ''کسی شخص کو یہ حق نہیں کہ وہ کسی چیز کے بارے میں یہ کہے کہ وہ حلال یا حرام ہے مگر علم کی رو سے،اور علم وہ ہے جو قرآن وسنت اور اجماع سے ثابت ہو اگر ان تین مصادر میں نہ ملے تو پھر ان پر قیاس کیا جائیگا''۔

امام مسلم نے صحیح مسلم کے مقدمے میں ابو عقیل سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں قاسم بن عبیداللہ اور یحیی بن سعید کے پاس بیٹھا تھا کہ یحیی نے قاسم سے کہا،اے ابو محمد آپ جیسے شخص کے لیے تو یہ بہت ہی نامناسب بات ہے کہ آپ سے دین کے کسی مسئلے کے متعلق پوچھا جائے اور آپ کے پاس نہ اس بات کا کوئی علم ہو اور نہ حل۔تو امام قاسم بن عبیداللہ

www.sirat-e-mustaqeem.com

نے جو ایک فقیہ تھے یحیی بن سعید سے کہا وہ کونسی بات ہے، انہوں نے جواب دیا کہ آپ دو ائمہ ہدایت کی اولاد ہیں، ماں کی طرف سے سیدنا ابوبکر کے بیٹے ہیں اور باپ کی طرف سے سیدنا عمر کے بیٹے ہیں۔ کیونکہ انکی والدہ سیدنا ابوبکرؓ کی پوتی ہیں اور انکے والد سیدنا عبداللہ بن عمر کے پوتے ہیں۔ امام قاسم نے جواب دیا کہ جسے اللہ تعالی کی معرفت حاصل ہے اس کے نزدیک اس سے بھی زیادہ بری یہ بات ہے کہ میں علم کے بغیر کوئی بات کہوں یا غیر معتبر شخص سے علم حاصل کروں، راوی کہتا ہے کہ یہ بات سن کر یحیی بن سعید خاموش ہو گئے اور کوئی جواب نہ دیا۔ چنانچہ انہوں نے واضح کیا کہ اس سے بھی زیادہ بری یہ بات ہے کہ میں اللہ تعالی کے بارے میں ایسی بات گھڑوں جو اللہ تعالی نے نہیں فرمائی، اور جس نے اللہ کے دین کے متعلق بغیر علم کے کوئی بات کہی تو وہ گناہ گار ہے خواہ اس نے درست بات کی ہو یا غلط۔ امام احمد بن حنبل نے مسند احمد میں اور امام ابن ماجہ اور امام دارمی نے اپنی سنن میں سیدنا ابو ہریرہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''کہ جس نے بغیر دلیل کے فتوی دیا تو اس کا گناہ فتوی دینے والے پر ہے''۔ امام دارمی نے سیدنا عبداللہ بن عباس سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا:

''جس نے کوئی ایسا فتوی دیا جس پر عمل کیا جاتا ہو تو اس کا گناہ اسی پر ہے''

امام شافعی فرماتے ہیں: جس نے بغیر علم کے کوئی ایسا مسئلہ بتایا جسے وہ نہیں جانتا تھا کہ اصل مسئلہ کیا ہے تو اسکی بات اگر حق کے موافق ہو تب بھی نہ پسندیدہ ہے اور اگر وہ غلطی کرے گا تو اسکا عذر قابل قبول نہیں ہوگا اگر اس نے کوئی ایسا مسئلہ بیان کیا جس میں اسے غلط صحیح کا علم نہیں تھا۔ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور شیخ صالح الفوزان کی بھی یہی رائے ہے۔ شیخ صالح الفوزان فرماتے ہیں کہ جاہل اور مبتدی (ابتدائی طالبعلم) کو دینی مسائل میں اجتہاد کا حق نہیں، اور اگر ایسا شخص اجتہاد کرے گا تو گناہ گار ہوگا خواہ وہ صحیح مسئلہ بتائے یا غلط، کیونکہ اس نے ایک ایسا کام کیا جس کے کرنے کا اسے قطعاً کوئی حق نہیں تھا۔ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بعض مسائل کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''لا ادری''، یعنی میں نہیں جانتا، مثلاً حدیث میں آتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ''تبع'' کے متعلق پوچھا گیا کہ کیا وہ اللہ کے کوئی نبی تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ تبع نبی تھے یا نہیں، تو جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جن پر وحی بھی آتی تھی وہ فرما رہے ہیں کہ میں نہیں جانتا، تو کیا علماء اور طلباء کے لیے ممکن نہیں ہے کہ وہ جس چیز کے بارے میں نہیں جانتے اس کے بارے میں کہہ دیں کہ ہم نہیں جانتے، اللہ کی قسم یہ کہنا ان پر واجب اور فرض ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سلف صالحین کی عادت تھی کہ وہ طلباء تو کجا علماء کو بھی حکم دیتے تھے کہ وہ جس مسئلے کے متعلق نہ جانتے ہوں اس کے بارے میں کہہ دیا کریں ''میں نہیں جانتا''۔ اس سلسلے میں آپ کے سامنے چند روایت پیش کرتا ہوں:

www.sirat-e-mustaqeem.com

سیدنا علی المرتضیٰ ؓ فرماتے ہیں اور یہ قول ان سے ثابت ہے ''کوئی عالم دین، جب وہ کسی مسئلے کے بارے میں نہ جانتا ہو، یہ کہنے سے نہ شرمائے کہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے'' امام بخاری اور امام مسلم نے سیدنا ابن مسعود سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا ''اے لوگو؛ اللہ تعالی سے ڈرو، تم میں سے جس شخص کے پاس کوئی علم ہے تو وہ اس کے مطابق مسئلہ بتائے ،اور جو نہ جانتا ہو وہ کہے کہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے، کیونکہ وہ خوب جانتا ہے تم میں سے اس شخص کو جو علم نہ ہونے کی صورت میں کہے کہ اللہ بہتر جانتا ہے۔

امام سعید بن جبیر فرماتے ہیں: ''تباہی ہے اس شخص کے لیے جو کسی بات کا علم نہ ہوتے ہوئے بھی کہے کہ میں جانتا ہوں''

امام شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ''کہ لا ادری (یعنی یہ کہہ دینا کہ میں نہیں جانتا) نصف علم ہے۔

امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں ''انسان جہالت میں ہی مر جائے یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ بغیر علم کے مسئلہ بتائے''

ابن عجلان فرماتے ہیں ''جب کوئی عالم دین لاادری کہنا بھول جاتا ہے تو اس پر ہلاکتیں آ جاتی ہیں''۔

تیسرا نکتہ:

اساتذہ اور مشائخ کا انتخاب

وہ اساتذہ اور مشائخ جن سے آپ علم حاصل کرتے ہیں، ان کے انتخاب میں بھی خوب چھان بین اور غور وفکر سے کام لینا چاہیے۔

کیونکہ امام ابن سیرین فرماتے ہیں کہ اس بات پر اچھی طرح غور کر لو کہ تم کن لوگوں سے علم اخذ کر رہے ہو۔ امام دارمی نے اپنی کتاب سنن دارمی میں ابراہیم نخعی کا قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا ''کہ اسلاف کا یہ طریقہ تھا کہ جب وہ کسی شخص کے پاس علم حاصل کرنے کی غرض سے جاتے تو پہلے اس کی نماز، اس کے اوصاف، اور اسکی وضع قطع دیکھتے پھر اس سے علم حاصل کرتے''۔ اور ایک روایت میں ہے ''کہ جب وہ دیکھتے کہ وہ نماز میں کوئی گڑبڑ کرتا ہے تو کہتے کہ یہ شخص جب نماز میں گڑبڑ کر رہا ہے تو دوسری چیزوں میں تو لازماً گڑبڑ کرے گا، پھر اسے چھوڑ دیتے اور اس سے کسی قسم کا علم حاصل نہ کرتے''

چوتھا نکتہ:

مسندِ علم پر فائز لوگوں میں فرق کرنا

امام ابن سیرین جب یہ فرماتے ہیں کہ ''پس تم اچھی طرح دیکھ لو کہ تم کن لوگوں سے اپنا دین اخذ کر رہے ہو'' تو ہمیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسند علم پر بے شمار لوگ فائز ہیں جو لوگوں کو تعلیم دے رہے ہیں، اور ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم ان کے

www.sirat-e-mustaqeem.com

مابین فرق اور امتیاز کریں اور دیکھیں کہ فی الواقع کونسے لوگ ان میں اہل علم ہیں اور کن سے علم کے لیے رجوع کرنا چاہیے۔خطیب بغدادی فرماتے ہیں'' کہ یہ ضروری نہیں کہ جو شخص علم کا دعوی کررہا ہو وہ حقیقت میں صاحبِ علم بھی ہو، اور جو شخص خود کو اہلِ علم سے منسوب کررہا ہے وہ حقیقتاً بھی اہل علم میں سے ہو''۔

لہذا یہ ضروری نہیں کہ جو شخص مسندِ علم پر براجمان ہے اور لوگوں کی مجلس میں علم کی باتیں کررہا ہے وہ حقیقت میں بھی عالم ہو، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اہل علم کی کئی اقسام اور کئی گروہ ہیں، ایک طبقہ علماء مجتہدین کا ہے جو شریعت کے تمام مسائل میں مرجع علم اور اہل فتوی ہیں، ایک طبقہ طلباء کا ہے جو ابھی خود علم حاصل کررہے ہیں، اور ایک طبقہ ان طلبہ کا ہے جو عالم بننے والے ہیں لیکن ابھی علماء کے درجے کو نہیں پہنچے، اور ایک طبقہ بالکل عام لوگوں کا ہے جو علم کی چند ابتدائی باتیں سیکھ کر خطابت اور دعوت وتبلیغ شروع کردیتے ہیں، اور ایک طبقہ ایسا ہے جن سے علم حاصل کرنا قطعاً درست نہیں۔اہل علم کے ان طبقات کے متعلق جاننا ضروری ہے اور ہمیں ان تمام طبقات کے مابین فرق ملحوظ رکھنا چاہیے، اور ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ مسند علم پر بیٹھا ہر شخص اس قابل نہیں ہوتا کہ وہ علمی مسائل میں فتوی دے سکے۔

امام ابن عبدالبر مالکی نے اپنی کتاب ''جامع بيان العلم و فضله'' میں امام مالک بن انس سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا'' میں نے ایک دن امام ربیعہ رحمہ اللہ کو دیکھا کہ رورہے ہیں، میں نے دریافت کیا کہ حضرت آپ کیوں رورہے ہیں؟ کیا آپ پر کوئی مصیبت آ گئی ہے جس کی وجہ سے آپ رورہے ہیں، فرمایا نہیں بلکہ میں اس وجہ سے رورہا ہوں کہ میں نے بعض اوقات ایسے لوگوں سے فتوی دریافت کیا تھا جو اہل علم نہیں تھے۔امام ربیعہ کا قول ہے کہ'' یہاں بعض ایسے مفتی ہیں جو چور سے زیادہ جیل جانے کے مستحق ہیں''۔

پانچواں نکتہ:

علم کن لوگوں سے حاصل کیا جائے

امام ابن عبدالبر مالکی اپنی کتاب ''جامع بيان العلم و فضله'' میں فرماتے ہیں'' علماء صرف وہ ہیں جو احادیث وآثار کا علم رکھتے ہیں اور انہیں آثار میں تفقہ حاصل ہے، البتہ مہارت، امتیاز اور فہم کے اعتبار سے ان میں تفاوت پایا جاتا ہے''۔جس طرح اہل علم کے اقوال لیتے وقت علمی مقام ومرتبے کا لحاظ رکھا جاتا ہے، اسی طرح علم اس شخص سے حاصل کیا جائے گا جو مندرجہ ذیل اوصاف کا مالک ہوگا اور جس میں مندرجہ ذیل شرائط پائی جائیں گی۔

پہلی شرط:

وہ کتاب وسنت کے احکام کی پوری طرح پیروی کرنے والا ہو اور لوگوں کی رائے کو، انسانی عقل کو، کسی واقعہ کو، یا کسی پالیسی کو کتاب وسنت پر ترجیح نہ دیتا ہو، جس شخص میں یہ وصف پایا جائے وہ متبع سنت ہے۔

دوسری شرط:

www.sirat-e-mustaqeem.com

وہ کتاب وسنت کو سمجھنے کے معاملے میں سلف صالحین امت کے طریقہ کار اور ان کے فہم کا پوری طرح پابند ہو۔

تیسری شرط:

اللہ تعالی اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے والا ہو، گناہوں اور معاصی سے بچنے والا ہو۔

چوتھی شرط:

ہر قسم کی بدعات، جہالتوں اور گمراہیوں سے دور ہو اور لوگوں کو بھی بچنے کی تاکید کرتا ہو۔

پانچویں شرط:

متشابہ آیات کی تفسیر کرنے کی بجائے انہیں محکم اور واضح آیات پر محمول کرتا ہو۔

چھٹی شرط:

صرف اللہ تعالی سے ڈرتا ہو اور اللہ کے سوا کسی اور کا خوف اس کے دل میں نہ ہو۔

ساتویں شرط:

اعلی درجے کا علمی فہم رکھتا ہو اور ادلہ شرعیہ سے مسائل کا استنباط کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

ان تمام اقوال کا خلاصہ یہ ہے دین کا علم ایسے عالم سے حاصل کیا جائے جس نے کتاب وسنت کا علم سلف صالحین کے فہم کے مطابق حاصل کیا ہو، متقی اور پرہیزگار ہو، بدعت اور اہل بدعت سے اجتناب کرنے والا اور معاصی اور گناہوں سے بچنے والا ہو۔ ایسے شخص سے علم حاصل کرنا چاہیے، جب وہ سلف صالحین امت کے فہم اور طریقے پر ہوگا تو اس میں یہ تمام مذکورہ صفات اور شرائط آجائیں گی۔

چھٹا نکتہ:

عالم کی پہچان کیا ھے ؟

اگر عامی شخص ہو تو اس کے بارے میں معروف علماء مثلاً شیخ صالح الفوزان، شیخ اللحید ان، شیخ سبیل، شیخ ربیع یا ایسے دیگر علماء سے رجوع کیا جائے۔ ان سے پوچھا جائے کہ ہمارے محلے یا گاؤں میں فلاں شخص دین کے مسائل بتاتا ہے کیا ایسے شخص سے علم حاصل کرنا چاہیے یا نہیں؟ کیا اس سے استفادہ کیا جائے یا نہیں؟ یہ تھا سلف صالحین کا طریقہ کہ وہ تعلیم دینے والوں کے متعلق بھی بڑے علماء سے دریافت کرتے تھے۔

اگر کوئی طالب علم دعوت دین کا کام کر رہا ہو تو اس کے حالات اور سیرت پر غور کیا جائے گا، اس کی نماز دیکھی جائیگی، عادات واطوار دیکھے جائیں گے، اس کے اقوال اور طریقہ کار دیکھا جائیگا، اگر وہ کتاب وسنت کا متبع ہو اور سلف صالحین کے فہم کا پابند ہو تو پھر اس سے استفادہ کرنا چاہیے۔ اور اگر لوگوں کی آراء کو کتاب وسنت پر ترجیح دیتا ہو، اہل بدعت کی تعظیم کرتا ہو اور انکی کتابیں پڑھنے کی ترغیب دیتا ہو تو پھر ایسے شخص سے بچنا چاہیے۔۔

میں آپ کے سامنے ایک شخص کی مثال پیش کرتا ہوں ایک شخص جو تدریس کے شعبے سے وابستہ ہے، اس سے لیکچر کے دوران سید قطب کی تفسیر فی ظلال القرآن کے متعلق پوچھا گیا، ذرا اس شخص کے فتوے پر غور کیجئے، فرمانے لگے ''سید قطب ایک جاہل آدمی ہے اسکی تفسیر میں بے شمار غلطیاں ہیں لیکن تفسیر قرآن کے معاملے میں اسے عجیب توفیق عنایت

www.sirat-e-mustaqeem.com

ہوئی ہے۔موجودہ دور میں اس کا ایک منفرد اسلوب ہے،ایمان اور فلاں فلاں مسئلے میں اس نے ایسی شاندار تفسیر کی ہے کہ جس کی مثال نہیں ملتی،اس طرح اسکی بہت تعریف کی۔اچھا اگر آپ اور جس شخص سے آپ نے یہ بات کہی فیکلٹی آف عقیدہ سے متخصص ہیں،تو اتنی زیادہ پرواہ نہیں کیونکہ آپ اہل بدعت اور گمراہ لوگوں کو خوب پہچانتے ہوں گے،مگر یہ بتائیں کہ جب آپ ایک شخص کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ یہ شخص جاہل ہے اسکے عقائد میں بہت غلطیاں ہیں تو پھر آپ عام لوگوں کو یہ مشورہ کیسے دیتے ہیں کہ وہ اس شخص کی کتابیں پڑھیں؟ جبکہ یہ بات ابھی گذری ہے کہ جس شخص نے بغیر علم کے اللہ کے دین میں کوئی بات کی وہ گنہگار ہے خواہ اس نے صحیح بات کی ہو یا غلط۔تو پھر وہ کیسے مشورہ دیتا ہے کہ فلاں شخص بہت اچھا ہے اس کی کتابیں پڑھنی چاہیے۔اس لیے ضروری ہے کہ جب ہم اس قسم کا کوئی شخص دیکھیں تو اس سے اجتناب کریں اور اور اس کے طریقے سے دور رہیں۔

ساتواں نکتہ:

کس قسم کے لوگوں سے علم حاصل نہ کیا جائے

یہ نکتہ گذشتہ نکتے (کن لوگوں سے علم حاصل کیا جائے) کے ساتھ مل کر بہت اہم ہو جاتا ہے،اور یہ اس پوری تقریر اور اس جامع وعظ کا خلاصہ ہے۔چنانچہ وہ لوگ جن سے علم حاصل کرنا جائز نہیں انکے مندرجہ ذیل اوصاف اور نام ہیں۔

جن لوگوں سے علم حاصل کرنا جائز نہیں ان میں جہلاء ہیں اور وہ لوگ ہیں جنہوں نے باقاعدہ کسی استاد سے علم حاصل نہ کیا ہو۔ان دو طبقوں میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جنہوں نے گناہوں سے توبہ کر کے ہدایت کا راستہ اختیار کیا ہو، اسی طرح ان میں طبی علوم کے ماہرین،سائنسدان،ماہرین ارضیات،اور ماہرین فلکیات اور اسی طرح کے دیگر مادی علوم کے ماہرین بھی شامل ہیں،کیونکہ یہ لوگ دینی علماء نہیں ہیں نہ ان لوگوں نے شرعی علوم میں تخصص حاصل کیا ہے۔لہذا اس قسم کے لوگوں سے علم حاصل نہیں کیا جائیگا اور نہ ان سے قرآن کریم کی کسی آیت کی تفسیر یا کسی حدیث کی تشریح قبول کی جائیگی۔

امام ابن قیم الجوزیہ فرماتے ہیں ''بندے کو دنیا اور آخرت میں جس قدر بھی فساد اور نقصان کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس کی بنیادی وجہ جہالت ہے''۔یہاں بعض لوگ ایک شدید غلطی کرتے ہیں،بعض لوگوں کا خیال ہے کہ جاہل صرف وہ شخص ہے جو لکھنا پڑھنا نہ جانتا ہو،یہ بہت سخت غلط فہمی ہے،کیونکہ علم الاحادیث اور علم الآثار کی اصطلاح میں جاہل سے مراد وہ شخص ہے جو بغیر علم کے اللہ کے دین کے بارے میں بات کرے،خواہ وہ بہت اچھی عبارت پڑھ سکتا ہو،تدریس کرتا

www.sirat-e-mustaqeem.com

ہو، کتابیں لکھتا ہو، شعلہ بیان مقرر ہو، لیکن وہ علماء کی اصطلاح میں جاہل ہی ہے۔ اسی طرح نفس پرست اور بدعتی شخص کو بھی جاہل ہی کہا جاتا ہے۔ لہذا یہ تمام لوگ اہل علم کی نظر میں جاہل ہیں، ان سے قرآن وسنت کا علم اخذ کرنا درست نہیں، کیونکہ ہر وہ شخص جو بغیر علم کے اللہ تعالی کے دین میں لب کشائی کرے وہ جاہل ہے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے سنن ابی داؤد میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما سے ایک حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک شخص کسی جنگ میں زخمی ہو گیا، رات کو اسے احتلام ہو گیا، صبح اس نے آس پاس کے ساتھیوں سے مسئلہ پوچھا کہ میں زخمی ہوں اور مجھ پر غسل بھی واجب ہے تو کیا میں اس حالت میں تیمّم کر سکتا ہوں، انہوں نے کہا کہ تمہیں غسل ہی کرنا پڑے گا، چنانچہ اس نے غسل کر لیا اور زخموں میں پانی چلے جانے کی وجہ سے مر گیا، جب نبی کریم ﷺ کو اس بات کی اطلاع ہوئی تو آپ نے فرمایا:

''قتلوه قتلهم الله،الم يكن شفاء العى السؤال''

(یعنی ان کا ستیاناس ہو، ان ظالموں نے اسے مار ڈالا، کیا ناواقف کا کام پوچھ لینا نہیں)

یعنی کیا جاہل آدمی کا کام پوچھ لینا نہیں۔ اور اسی طرح ابھی تھوڑی دیر پہلے سیدنا عبداللہ بن عمر کی حدیث گذری ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''بے شک اللہ تعالی علم کو اس طرح نہیں اٹھاتا کہ اسے لوگوں کے سینوں سے نکال لے، بلکہ وہ علماء کو وفات دیکر علم کو اٹھاتا ہے، یہاں تک کہ جب کوئی عالم باقی نہیں رہتا تو لوگ جہلاء کو اپنا پیشوا بنا لیتے ہیں، پھر ان سے مسائل پوچھتے ہیں اور وہ بغیر علم کے فتوی دیتے ہیں اور خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ دیکھیے یہاں جاہل سربراہوں سے مراد ایسے لوگ نہیں ہیں جو لکھنا پڑھنا بھی نہ جانتے ہوں، بلکہ اس سے مراد ایسے لوگ ہیں جو بغیر علم کے اللہ کے دین کے بارے میں فتوے دیں، خواہ وہ شعلہ بیان مقرر ہوں، کتابوں کے مصنف ہوں، رائٹر ہوں، واعظ وناصح ہوں۔ امام مالک بن انس فرماتے ہیں ''ایسے شخص سے علم حاصل نہ کرو جس کے بارے میں یہ معلوم نہ ہو کہ اس نے باقاعدہ علماء کی صحبت میں رہ کر علم حاصل کیا یا نہیں''۔ ابن ابی حاتم نے ابن عون کا یہ قول نقل کیا ہے کہ دین کا علم صرف ان لوگوں سے حاصل کیا جائے جن کے بارے میں اہل علم یہ گواہی دیں کہ انہوں نے باقاعدہ یہ علم علماء سے حاصل کیا ہے۔

خطیب بغدادی نے اپنی کتاب '' الفقیه'' میں عبداللہ بن اسحاق کی یہ روایت بیان کی ہے کہ امام عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی المرتضیؓ امام ربیعہ کی مجلس میں بہت زیادہ بیٹھا کرتے تھے۔ ایک دن انہوں نے سنتوں کا تذکرہ کیا تو ایک شخص جو مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہنے لگا کہ '' اس حدیث پر عمل نہیں کیا جائے گا'' اس کا مطلب یہ تھا کہ اس حدیث پر (اگرچہ سنداً صحیح ہی کیوں نہ ہو مگر) عمل نہیں ہو رہا (گویا اس کے نزدیک بڑے لوگ یا اکثر لوگوں کا عمل نہ کرنا کسی ثابت

www.sirat-e-mustaqeem.com

شدہ سنت پر عمل نہ کرنے کی دلیل تھا)، تو ہاشمی خاندان کے اس نوجوان عبداللہ بن حسن نے اس شخص سے کہا کہ اچھا یہ بتاؤ کہ اگر جہلاء کی اتنی کثرت ہو جائے کہ وہی حکمران بن جائیں تو کیا وہ حدیث کے مقابلے میں حجت ہوں گے؟ امام ربیعہ نے یہ بات سن کر فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ کلام نبیوں کی اولاد کا کلام ہے۔

شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

''جہلاء سے علم حاصل کرنا جائز نہیں، اگرچہ وہ عالم ہونے کا دعوی کریں'' ان کے اس قول کا مطلب یہ ہے کہ ایسے لوگ جو حقیقت میں جاہل ہوں لیکن مسند علم وافتاء پر براجمان ہوں ایسے لوگوں سے علم حاصل کرنا جائز نہیں۔ کیونکہ ایسے لوگ جب حقیقت میں بالکل جاہل ہیں اللہ کے دین کا علم نہیں رکھتے تو ان سے دین کا علم حاصل کرنا کیسے جائز ہوسکتا ہے خواہ وہ بزعم خود مفتی ہی کیوں نہ بنے بیٹھے ہوں۔

ان کے بعد اہل بدعت اور گمراہ لوگوں کا گروہ ہے، اس میں خوارج، صوفیاء، اور عصر حاضر کی وہ تمام جماعتیں شامل ہیں جو کتاب وسنت کی مخالفت کر رہی ہیں جیسے تبلیغی جماعت اور اخوان المسلمون وغیرہ۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے ام المومنین عائشہ ؓ کی یہ حدیث گذری ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو قرآن کی متشابہ آیات کی کرید کرتے ہیں تو سمجھ لینا کہ اللہ تعالی نے اس قرآن میں انہیں لوگوں کا ذکر کیا ہے پس ایسے لوگوں سے بچنا''۔

امام احمد بن حنبل نے ''مسند احمد'' میں سیدنا عقبہ بن عامرؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''هلاك امتي في الكتاب واللبن''

''میری امت کی بربادی کتاب اور دودھ میں ہے''

لوگوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کتاب اور دودھ سے کیا مراد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' قرآن سیکھیں گے پھر اس میں اس مفہوم سے ہٹ کر تاویل کریں گے جس مفہوم پر وہ نازل ہوا ہے''، یہ اہل اہوا کا طریقہ ہے جو متشابہ آیات کی پیروی کرتے ہیں۔'' اور دودھ پسند کریں گے اور دودھ کی خاطر جماعتوں اور مجمعوں کو چھوڑ کر بدویانہ زندگی بسر کریں گے''۔

خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے'' الفقیہ '' میں ابوامیہ الجمحیؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' قیامت کی ایک نشانی یہ ہے کہ (کبار علماء کو چھوڑ کر) اصاغر کے پاس علم تلاش کیا جائیگا''۔ عبداللہ ابن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اصاغر سے مراد اہل بدعت ہیں۔

اہل بدعت سے علم حاصل کرنے کے نقصانات

www.sirat-e-mustaqeem.com

(۱) علم حاصل کرنے والا انہیں کے رنگ میں رنگ کر بدعتی ہو جاتا ہے۔
(۲) طالب علم کے دل میں بدعتی استاد کی محبت پیدا ہو جاتی ہے اور اس سے تعلق خاطر ہو جاتا ہے، اور قاعدہ یہ ہے کہ المرء مع من احب (کہ انسان جس سے محبت کرتا ہے اسی کے ساتھ ہو جاتا ہے)۔
(۳) اس طرح اہل بدعت کی تعداد میں اضافہ ہوتا ہے۔
(۴) اس طرح عام لوگوں کے دلوں میں یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ شاید ان لوگوں کے عقائد و نظریات صحیح ہیں جبھی تو اتنے لوگ ان کے ساتھ ہیں۔
(۵) بدعتی کی صحبت حق سے اعراض و انحراف کا باعث بنتی ہے۔
(۶) جو شخص کسی بدعتی سے دوستی کرتا ہے اس سے حکمت سلب ہو جاتی ہے۔

علامہ ابن عبدالبر فرماتے ہیں کہ:

تمام فقہاء اور محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ علمِ کلام والے (معتزلہ اشاعرہ ماتریدیہ وغیرہ) اہل بدعت اور گمراہ لوگ ہیں، اور کسی عالم کے نزدیک بھی وہ طبقہ فقہاء میں شمار نہیں ہوتے، حقیقی علماء وہ ہیں جو احادیث و آثار کا علم اور ان میں تفقہ رکھتے ہیں۔

امام بغوی رحمہ اللہ شرح السنہ میں فرماتے ہیں کہ:

''صحابہ کرامؓ، تابعین، تبع تابعین، اور محدثین کا اس پر اتفاق رہا ہے کہ اہل بدعت سے دشمنی رکھنی چاہیے اور ان سے الگ ہو جانا چاہیے''۔

اوپر جو حدیث گذری ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''قیامت کی ایک نشانی یہ ہے کہ اصاغر کے پاس علم تلاش کیا جائیگا'' اس میں بعض اہل علم نے اصاغر کی تفسیر یہ کی ہے کہ اس سے مراد چھوٹی عمر کے طلبہ ہیں، یہ تفسیر درست ہے کیونکہ جب علم کے متلاشی جید علماء کو چھوڑ کر چھوٹے چھوٹے طلبہ کے گرد جمع ہو جائیں تو یہ بلاشبہ قیامت کی نشانی ہے کہ چھوٹے چھوٹے بچوں سے دین کی رہنمائی حاصل کی جائے۔ سلف صالحین کی عادت یہ تھی کہ وہ علم کے متلاشیوں کو ترغیب دیتے تھے کہ وہ جید علماء سے علم حاصل کریں اور خود بھی علماء کا بہت احترام کرتے تھے اور بڑے علماء کی موجودگی میں مسند تدریس پر بیٹھنے کی جرات نہیں کرتے تھے۔ ہاں اگر کوئی بڑا عالم انہیں تدریس کی اجازت دیتا تو پھر ضرور کرتے۔

امام مالک بن انس فرماتے ہیں کہ:

''میں نے اس وقت تک تدریس یا فتوی دینے کی جرات نہیں کی جب تک اہل مدینہ کے ستر علماء نے مجھے باقاعدہ تدریس اور فتوی کی اجازت نہیں دیدی''۔

چھوٹی عمر کے طالبِ علموں کی تدریس علماء کے نزدیک درست ہے بشرطیکہ اس میں درج ذیل امور اور شرائط کا لحاظ رکھا جائے:

(۱) ایسے چھوٹے طالبِ علم کے ساتھ بڑے علماء جیسا برتاؤ نہ کیا جائے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

مطلب یہ ہے کہ بعض نوجوان کسی چھوٹے طالب علم سے علم حاصل کرتے ہیں پھر اس کی باتوں کو بڑے علماء کی باتوں پر ترجیح دیتے ہیں یہ غلطی ہے۔ بڑے علماء کا اپنا ایک بلند مقام ومرتبہ ہے اور ایک طالبِ علم ایک طالبِ علم ہی ہے اس کے ساتھ اس کے مقام ومرتبہ کے مطابق معاملہ کیا جائیگا۔

(۲) نوجوان مدرس کو بزرگ علماء کا احترام کرنا چاہیے

اور جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ ایک طالب علم مدرس کو بھی اس معاملے میں احتیاط سے کام لینا چاہیے اور اسے علماء کرام والے آداب سیکھنے چاہیے۔

(۳) خود کو کبھی کامل تصور نہ کرے اور اپنے علم کو مسلسل بڑھاتا رہے

اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنے علم کو مسلسل بڑھاتا رہے اور خواہ مخواہ خود کو کامل نہ سمجھنا شروع کردے۔ کیونکہ بعض لوگ جب مسند تدریس پر بیٹھ جاتے ہیں تو ان کا دماغ آسمان پر پہنچ جاتا ہے پھر انکا علماء کے درس میں حاضر ہونے کو جی نہیں چاہتا یہ بہت بڑی غلطی ہے یہ نہیں کرنا چاہیے۔ عبداللہ ابن مبارک علمی مجالس میں ہمیشہ حاضر ہوا کرتے تھے ان سے کسی نے پوچھا کہ آپ کب تک علم حاصل کرتے رہیں گے؟ انہوں نے جواب دیا ان شاءاللہ موت تک۔ امام احمد ابن حنبل فرماتے ہیں کہ میں قبر میں داخل ہونے تک علم حاصل کرتا رہوں گا۔

(۴) فتوی نویسی کا کام شروع کرنے میں جلدی نہ کرے

چھوٹی عمر کے طالب علم مدرس کو ایک اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہیے کہ وہ شرعی فیصلوں اور فتوی کا کام شروع کرنے میں جلدی نہ کرے۔ رہے اہل اہوا اور گمراہ لوگ تو ایسے لوگوں سے تو قطعاً علم حاصل نہیں کرنا چاہیے اور نہ کسی شرعی مسئلے میں ایسے لوگوں کے پاس جانا چاہیے۔

اس کے علاوہ جن لوگوں سے علم حاصل کرنا ممنوع ہے ان میں فاسق وفاجر لوگ ہیں۔ جو گناہوں میں مبتلاء ہوں اور جن کے اندر تقوی اور پرہیزگاری نہ ہو اگرچہ ان کے پاس تھوڑا علم ہو یا زیادہ۔ سلف صالحین فاسق وفاجر لوگوں سے بہت بچتے تھے کیوں؟ کیونکہ فاسق آدمی حرام کو حلال قرار دینے میں احتیاط نہیں کرتا، اس لیے ایسا شخص اپنے علم اور حالت کے اعتبار سے لوگوں کے لیے فتنہ ہے۔

سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ ''جاہل عابد اور فاسق عالم کے فتنے سے بچو'' کیونکہ ان کا فتنہ ہر شخص کے لیے بہت خطرناک ہے۔ کیونکہ لوگ جب دیکھتے ہیں کہ مسند علم پر ایک داڑھی منڈا شخص براجمان ہے اور لوگوں کی تعلیم وتربیت کا کام کررہا ہے تو وہ بھی داڑھی منڈوانا شروع کردیتے ہیں، اور جب دیکھتے ہیں کہ ایک عالم شخص نے اپنے پائنچے نیچے لٹکائے ہوئے ہیں تو وہ بھی اپنے پائنچے نیچے لٹکانا شروع کردیتے ہیں، اسی طرح اگر کسی عالم شخص کو فحش کام کرتے ہوئے مثلاً گانے سنتے ہوئے دیکھیں تو وہ بھی یہ سب کام کرنا شروع کردیتے ہیں اور ان چیزوں کو برا نہیں سمجھتے۔ جس طرح کسی

www.sirat-e-mustaqeem.com

عالم شخص کے بارے میں ہم نے سنا ہے کہ وہ حضرت مشہور مغنیہ ام کلثوم اور محمد عبدالوھاب کے گانے سنتے ہیں اور پھر جھومتے ہیں اور پھر اسی مدہوشی میں امت کی بھلائی کے بارے میں غور وفکر کرتے ہیں، یہ شیطانی امت کی بھلائی تو ہوسکتی ہیں امت مسلمہ کی بھلائی نہیں ہوسکتی۔ یہ باتیں ان لوگوں کی کتابوں اور رسالوں میں باقاعدہ نقل کی گئی ہیں۔

شیخ صالح الفوزان فرماتے ہیں کہ دین کا علم صرف کسی متقی اور پرہیزگار عالم سے حاصل کرو، اللہ تعالی کا ارشاد ہے(**انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء**) کہ اللہ تعالی سے صرف وہی بندے ڈرتے ہیں جو صاحبِ علم ہیں۔ چنانچہ علم صرف ایسے علماء سے حاصل کرو جو اللہ سے ڈرتے ہوں، عالم میں دو شرطیں ہونی چاہیے، ایک یہ کہ وہ عالم ہو اور دوسرے یہ کہ اللہ تعالی سے ڈرتا ہو۔ اگر وہ عالم ہو لیکن اللہ تعالی سے ڈرتا نہ ہو تب بھی اس سے علم حاصل نہ کرو، اور اگر وہ اللہ تعالی سے ڈرتا تو ہو لیکن عالم نہ ہو تب بھی اس سے علم حاصل نہ کرو، اور جو لوگ فاسق وفاجر ہوں ان سے کسی صورت علم حاصل نہیں کرنا چاہیے۔

اسی طرح کسی مجہول شخص سے بھی علم حاصل نہیں کرنا چاہیے۔ مجہول اور جاہل کے درمیان کیا فرق ہے؟ جاہل وہ شخص ہے جو علم کی کچھ باتیں جانتا ہو لیکن مکمل عالم نہ ہو بلکہ ایک مبتدی اور طالب علم ہو، وہ یہ حق نہیں رکھتا کہ علمی مسائل میں باقاعدہ فتوی جاری کرسکے یا لوگوں کو اپنے گرد جمع کرلے اور باقاعدہ علماء کی طرح علم کی تدریس شروع کردے، ہاں ایسے شخص کے لیے اس قدر جائز ہے کہ لوگوں کو دین کے متعلق عمومی نصیحت کرے اور جن باتوں کی اسے واضح سمجھ ہو ان کو بیان کرے لیکن اس کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ جن علمی مسائل کی اسے سمجھ ہی نہ ہو انہیں بیان کرنا شروع کردے۔ اس قسم کے لوگ علماء کی اصطلاح میں جاہل ہیں۔

اور مجہول سے مراد وہ شخص ہے جو گمنام اور نامعلوم ہو، جس کے متعلق معلوم ہی نہ ہو کہ وہ کون تھا کس زمانے میں ہوا، تاریخ میں اس کا کہیں ذکر ہی نہ ملتا ہو، ایسے شخص کو مجہول کہا جاتا ہے۔ شیخ ابن عثیمین فرماتے ہیں کہ ''گمنام اور مجہول لوگوں کی بے شمار کتابیں لائبریریوں میں موجود ہیں جن کے متعلق کچھ معلوم نہیں کہ انکے لکھنے والے کون تھے؟ انکا علم اور تفقہ فی الدین میں کیا مقام تھا؟ لہذا ایسی کتابوں میں اگر کسی جگہ حق کی مخالفت کی گئی ہے تو اس کا ضرر اور نقصان عوام الناس کو پہنچنے کا اندیشہ ہے لہذا میرا مشورہ یہی ہے کہ ایسی کتابوں سے علمی مسائل میں استفادہ نہ کیا جائے''۔

ان لوگوں سے بھی علم حاصل نہیں کرنا چاہیے جو دین کے معاملات میں ذاتی رائے کو ترجیح دیتے ہوں اور ان کے پاس اپنے موقف کے حق میں قرآن وسنت سے کوئی واضح دلیل موجود نہ ہو۔

اسی طرح موجودہ دور کے نام نہاد فقہاء، انقلابی تحریکوں کے رہنما، سیاسی رہنما اور بیداری امت کے علمبردار بھی اس قابل نہیں کہ ان سے علمی مسائل میں رہنمائی حاصل کی جائے۔

شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

عقائد اور شرعی مسائل کا علم حاصل کیے بغیر دینی موضوعات پر لیکچر دینا اور صحافت اختیار کرنا تضیعِ اوقات اور دوسروں کو گمراہ کرنے کے سوا کچھ نہیں، اس طرح انسان پراگندہ ذہن ہوجاتا ہے، کیونکہ اس شخص نے ایک بہتر چیز کو

www.sirat-e-mustaqeem.com

چھوڑ کر ایک گھٹیا چیز کو اختیار کیا ہے۔ اللہ تعالی نے ہمیں پہلے علم نافع حاصل کرنے کا حکم دیا ہے (**فاعلم انه لا اله الا الله واستغفر لذنبك**) ، جہاں تک فقہ الواقع (حالاتِ حاضرہ) یا حالاتِ حاضرہ کے فہم کا تعلق ہے تو اس کا نمبر شرعی علوم کے حصول کے بعد آتا ہے۔ اسی طرح اونچے سرکاری مناصب پر فائز لوگوں، اور جدید علوم کی ڈگریاں رکھنے والوں، اور پی ایچ ڈی ڈاکٹرز، اور سرکاری عدالتوں کے جج حضرات سے بھی دین کا علم حاصل کرنا اور دینی مسائل میں رہنمائی حاصل کرنا درست نہیں۔ بلکہ مجھے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑھ رہا ہے کہ کسی شخص کا کسی اونچے منصب پر فائز ہونا، یا کسی یونیورسٹی سے ایم اے کر لینا، یا پی ایچ ڈی کر لینا، یا کسی سرکاری عدالت میں جج لگ جانا، اس بات کی دلیل نہیں کہ وہ شخص دین کا بھی عالم ہے۔ ممکن ہے وہ شخص دین کا عالم ہو اگر اس میں شرعی عالم کی شرائط پائی جائیں (جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے) اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ تمام تر مناصب وڈگریوں کے باوجود سب سے بڑا جاہل ہو بلکہ شیخ حماد الانصاری کے بقول ہوسکتا ہے کہ وہ گھر کے گدھے سے بھی زیادہ جاہل ہو۔

اس ساری گفتگو کا کیا مطلب ہے؟ مطلب یہ ہے کہ دنیاوی علوم اور دنیاوی جاہ واقتدار کے جس قدر بھی منصب ہیں مثلاً جج، ڈاکٹر، فلاں فلاں اسمبلی یا مجلس کا ممبر، پی ایچ ڈی ڈاکٹر، فلاں کونسل کا ممبر، فلاں کونسل کا چیئرمین وغیرہ یا جتنے بھی اس طرح کے عہدے اور منصب ہیں یہ نہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ شخص عالمِ دین ہے اور نہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ دین کا عالم نہیں۔ بعض لوگ جب یہ دیکھتے ہیں کہ ایک عالمِ دین کسی صاحب منصب کی رائے کی تغلیط یا تردید کر رہا ہے تو وہ حیران ہوکر کہتے ہیں جناب یہ تو جج صاحب ہیں، یہ تو پی ایچ ڈی ڈاکٹر ہیں، یہ تو وکیل ہیں، یہ تو فلاں ادارے کے سربراہ ہیں، یہ تو فلاں کونسل کے چیئرمین ہیں۔ میرے بھائی یہ چیزیں عالمِ دین ہونے کے دلیل نہیں دین کا علم بالکل ایک الگ چیز ہے اسکی اپنی شرائط اور معیارات ہیں۔ ایک اعلی منصب رکھنے والا شخص دین کا عالم ہو بھی سکتا ہے اور نہیں بھی ہوسکتا، یہ بات اچھی طرح سمجھ لیجیے۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ:

منصب اور حکمرانی کسی ان پڑھ جاہل کو صاحبِ علم اور صاحبِ اجتہاد نہیں بنا دیتی۔ اگر دین اور علم کے معاملے میں بولنے کا حق منصب اور حکمرانی کی وجہ سے ہوتا تو خلیفہ اور سلطان کو سب سے زیادہ دین اور علم کے معاملے میں بولنے کا حق ہوتا اور لوگ دینی مسائل میں انکی طرف رجوع کرتے لیکن ایسا کچھ نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ پی ایچ ڈی ڈاکٹر ہونا یا جج ہونا کسی بڑے دنیاوی منصب پر فائز ہونا اس بات کی دلیل نہیں کہ وہ شخص دین کا بھی عالم ہے بلکہ اس کی علمی حیثیت کو شریعت کے ترازو میں تولا جائیگا۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

پی ایچ ڈی ہونا عالم ہونے کی دلیل نہیں

دعوۃ میگزین کے شمارہ نمبر ۱۹۵۷ میں ماہ رجب ۱۴۲۵ ہجری میں اس بارے میں ایک مضمون شائع ہوا ہے کہ پی ایچ ڈی کی ڈگری اس بات کی دلیل نہیں کہ وہ شخص عالم بھی ہے، اس مضمون میں کئی پیراگراف اور جملہ معترضہ ہیں میں اس کا خلاصہ آپ حضرات کے سامنے بیان کرتا ہوں، اس میگزین میں بہت اچھے موضوعات ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ ''اعلی تعلیمی ڈگریاں علماء پیدا نہیں کر رہیں'' یہ بات بالکل درست ہے اسی طرح ایک عنوان یہ ہے کہ ''یہ ضروری نہیں کہ جس شخص نے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی ہو وہ عالم بھی ہو'' اسی طرح اس میگزین ''دعوۃ'' میں ایک مضمون اس عنوان پر بھی تھا کہ ''اعلی تعلیمی ڈگریاں علم کی کنجیاں ہیں خود علم نہیں''۔ یہ بات بھی بلاشبہ درست ہے۔ اسی طرح یہ بات بھی ہمارے علم میں آئی ہے کہ بعض لوگوں نے دھوکے اور فریب سے ایم اے اور پی ایچ ڈی کی ڈگریاں بیرونی ممالک سے حاصل کی ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ بعض لوگ غریب مسکین علماء اور محققین کے پاس جاتے ہیں اور انہیں کہتے ہیں کہ آپ مجھے فلاں موضوع پر تھیسز لکھ دیں میں آپ کو اس کے بدلے میں بیس ہزار یا تیس ہزار روپیہ دوں گا۔ اللہ کی قسم میں بذات خود کئی ایسے لوگوں کو جانتا ہوں جنہوں نے پیسے دے کر ایم اے اور پی ایچ ڈی کے مقالے لکھوائے۔ نہ انہوں نے اس مقالے میں اپنے ہاتھ سے کوئی لفظ لکھا اور نہ کسی لفظ کی کوئی تحقیق کی حتی کہ عبارت بھی پڑھنی گوارا نہ کی کہ آیا یہ لغوی اعتبار سے درست بھی ہے یا نہیں۔ بلکہ اصل محقق نے انہیں اس تھیسز کی تیاری بھی کروادی اور یہ بھی بتا دیا کہ فلاں مسئلے پر یہ اعتراض ہوسکتا ہے اس کا یہ جواب یہ ہے، فلاں مسئلے پر یہ اعتراض ہوسکتا ہے اس کا جواب آپ نے یہ دینا ہے۔ اس طرح یہ مقالے لکھے گئے۔ اس طرح یہ لوگ پی ایچ ڈی کی ڈگریاں حاصل کرتے ہیں پھر اونچے اونچے علمی منصب سنبھالتے ہیں حالانکہ حقیقت میں یہ لوگ جاہل ہی ہوتے ہیں پھر یہ اسی جہالت کے ساتھ چاہتے ہیں کہ لوگوں پر حکمرانی بھی کریں تو میرے بھائیوں اس طرح کی پی ایچ ڈی کی ڈگری علم نہیں بلکہ یہ تہ در تہ جہالت کے اندھیرے ہیں جن کا نتیجہ تباہی کے سوا کچھ نہیں۔ اگر یہ لوگ اس ڈگری کو تقوی اور علم کے ساتھ حاصل کرتے تو یہ ڈگریاں ان کو فائدہ بھی دیتیں لیکن جب انہوں نے ان کو جہالت اور گمراہی کے ساتھ حاصل کیا تو ان ڈگریوں نے ان کو اور زیادہ گمراہ کر دیا۔ البتہ ایسے لوگ بھی ہیں جو ان ڈگریوں کا حق ادا کر کے انہیں حاصل کرتے ہیں اس لیے محض ڈگری علم کی دلیل نہیں۔

شیخ غدیان کے بعض طلبہ بتاتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ پی ایچ ڈی علم کی پہلی سیڑھی ہے اور یہ بات بلاشبہ درست ہے بھلا کیوں؟ میرے بھائیوں اچھی طرح سمجھ لو کہ جو شخص ایم اے یا پی ایچ ڈی کرتا ہے وہ پورا علم حاصل نہیں کرتا بلکہ وہ پہلے ایم اے میں کسی ایک موضوع پر تحقیق کرتا ہے پھر پی ایچ ڈی میں بھی وہ اسی مسئلے پر تحقیق کرتا ہے جس پر وہ پہلے ہی آٹھ دس سال ضائع کر چکا ہوتا ہے۔ اس طرح ایم اے اور پی ایچ ڈی میں وہ صرف یہی دو مسئلے سیکھتا ہے اور پھر مسند علم

www.sirat-e-mustaqeem.com

پر بیٹھ جاتا ہے، یہ طریقہ صحیح نہیں۔اب میں باقی مسائل بیان کروں گا جو کہ اسی ترتیب سے آئیں گے۔

یہی معاملہ خطباء کا ہے، کسی شخص کا خطیب ہونا اس بات کی دلیل نہیں کہ وہ عالم ہے۔بعض خطباء عالم ہوتے ہیں اور بعض خطباء بالکل جاہل ہوتے ہیں علمی مسائل کا انہیں کچھ پتا نہیں ہوتا۔علامہ ابن رجب اپنی کتاب ''**بیان فضل علم السلف علی الخلف**''(سلف کے علم کا خلف کے علم پر برتری کا بیان) میں فرماتے ہیں کہ متاخرین میں سے اکثر لوگ اسی دھوکے میں مارے گئے (یعنی چرب زبانی کا دھوکہ)۔انہوں نے یہ سمجھا کہ جو شخص زیادہ باتیں کرتا ہو اور دینی مسائل میں زیادہ بحث کرتا ہو وہ زیادہ عالم ہوتا ہے اس کے مقابلے میں جو زیادہ باتیں نہ کرسکتا ہو۔یہ ایک اہم کتاب ہے اس کا مطالعہ ضرور کرنا چاہیے۔

اس کے علاوہ جن لوگوں سے بچنے کی ضرورت ہے ان میں وہ جاہل واعظین بھی ہیں جو بالکل عالم نہ ہوں۔بعض اوقات واعظ شخص عالم ہوتا ہے اور بعض اوقات عالم نہیں ہوتا بلکہ نرا جاہل ہوتا ہے۔کسی شخص کا وعظ ونصیحت کرنا اس بات کی دلیل نہیں کہ وہ عالم ہے اس لیے ہمیں اس چیز سے دھوکا نہیں کھانا چاہیے۔امام ابن جوزی فرماتے ہیں کہ اگر واعظ شخص قرآن وسنت کا عالم ہو سلف صالحین کے حالات سے آگاہ ہو فقہ کا علم رکھتا ہو تو وہ راہ حق کو پہچان لیتا ہے اور سنت کو بدعت سے الگ کرلیتا ہے، اور اس کا علم نیک ارادے اور حسنِ نیت کی طرف اسکی رہنمائی کرتا ہے۔اور اگر علم میں کمزور ہو دنیا کا طالب ہو تو وہ دوسروں کو بھی کوئی نفع نہیں پہنچاتا اور اپنا بھی نقصان کرتا ہے۔

اسی طرح قصہ گو واعظین سے بچنا بھی ضروری ہے کسی شخص کا قصہ گوئی کرلینا اس بات کی دلیل نہیں کہ وہ عالم ہے بعض اوقات قصہ گو شخص عالم ہوتا ہے اور بعض اوقات عالم نہیں ہوتا۔سلف صالحین ان قصہ گو واعظین سے بچنے کی بہت تاکید کیا کرتے تھے، اس کی وجہ کیا تھی؟ وجہ یہ تھی کہ یہ قصہ گو واعظین عام طور پر اپنے وعظوں میں من گھڑت اور جھوٹی روایات بیان کرتے ہیں اور جھوٹے قصے سنا سنا کر لوگوں کو قرآن وسنت سے دور کرتے رہتے ہیں۔کیونکہ ان لوگوں کے پاس قرآن وسنت کا علم تو ہوتا نہیں بس دلچسپ قصے سنا کر لوگوں کو قصہ گوئی کا عادی بنا دیتے ہیں جس کا بالآخر نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ قصہ گوئی اور لچھے دار تقریریں سن سن کر لوگ ذہنی تفریح کے عادی ہو جاتے ہیں پھر ان کا جی ہی نہیں چاہتا کہ کسی سنجیدہ عالم کی گفتگو سنیں۔اللہ کی قسم آج ہم یہی چیز دیکھ رہے ہیں۔اگر آپ لوگوں سے کہیں کہ بھائی شیخ ابن باز اور شیخ ابن عثیمین کا بیان سنا کرو اور انکی کتابیں پڑھا کرو تو وہ جواب میں کہیں گے کہ ان کا بیان تو بالکل خشک ہوتا ہے کوئی مزہ ہی نہیں آتا ،ہم تو فلاں فلاں مقررین کی تقریریں سنتے ہیں بہت مزہ آتا ہے۔

اندازہ کیجیے کہ ابن باز اور ابن عثیمین جیسے علماء کی باتوں میں انہیں مزہ ہی نہیں آتا، ان کو ایسی تقریریں چاہیے جن میں مزہ آئے، اللہ تعالی ہم سب پر اپنا کرم کرے، دیکھا میرے بھائی ان قصہ گو واعظین نے کس طرح لوگوں کو فتنہ میں مبتلا کرکے علماء حق سے دور کردیا۔اس لیے ان قصہ گو واعظین کو بھی اللہ کا خوف کرنا چاہیے اور لوگوں کو اس گمراہی میں نہیں ڈالنا

www.sirat-e-mustaqeem.com

چاہیے۔سلف صالحین بھی اسی وجہ سے قصہ گو واعظین سے بچنے کی تاکید کرتے تھے۔امام ایوب فرماتے ہیں کہ ''علم کا خاتمہ انہیں قصہ گو واعظین نے کیا'' ایک شخص ایک طویل عرصے تک کسی قصہ گو کے پاس بیٹھا رہتا ہے لیکن اسے کچھ بھی علمی فائدہ نہیں ہوتا جب کہ وہ کسی عالم شخص کے پاس اگر گھڑی بھر کے لیے بھی بیٹھے تو کوئی نہ کوئی فائدہ ہی لیکر اٹھتا ہے۔

ابوادریس الخولانی کہتے ہیں کہ ''اگر میں مسجد کے کسی کونے میں آگ بھڑکتی ہوئی دیکھوں تو یہ میرے نزدیک زیادہ پسند ہے اس سے کہ میں مسجد میں کسی بے علم شخص کو دیکھوں جو قصہ گوئی کر رہا ہو''۔سلف صالحین قصہ گو لوگوں سے بچنے کی بہت تاکید کیا کرتے تھے کیونکہ ان کے پاس ماضی کے قصوں کے سوا کچھ ہوتا ہی نہیں۔لیکن موجودہ دور کے قصہ گو لوگوں کو سچے واقعات سناتے ہیں لیکن سچے واقعات میں مشغول ہونا بھی کئی اعتبار سے ممنوع ہے۔

پہلی وجہ:

اس میں برائی کی اشاعت ہے، یہ لوگ خودکشی اور زنا کے واقعات بیان کرتے ہیں جن میں برائی کی مکمل تصویر کشی کی جاتی ہے جس سے اہل ایمان کے درمیان برائی پھیلنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔اس لیے اللہ تعالی نے اس قسم کی چیزوں سے منع کیا ہے۔

دوسری وجہ:

ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اکثر اوقات جس شخص کا واقعہ یا قصہ بیان کیا جاتا ہے وہ لوگوں میں جانا پہچانا ہوتا ہے اس طرح اس کے کسی واقعہ کو لوگوں میں بیان کرنے سے اسکی رسوائی اور بدنامی ہوتی ہے جسے اللہ کا دین کبھی بھی جائز قرار نہیں دے سکتا۔

تیسری وجہ:

یہ قصہ گوئی لوگوں کو قرآن وسنت اور سلف صالحین کی تعلیمات سے دور کرنے کا باعث بنتی ہے کیونکہ یہ چیز انسان کو ذہنی تفریح کا عادی بنا کر حصول علم سے روکتی ہے،اس لیے یہ علماء امت کی نظر میں نری گمراہی ہے۔

چوتھی وجہ:

اس قسم کے واقعات اکثر جھوٹے اور بے اصل ہوتے ہیں۔اسی طرح کا ایک واقعہ وہ ہے جس میں ایک گناہگار شخص فوت ہو جاتا ہے تو اس کی قبر میں ایک اندھا سانپ آ جاتا ہے کیونکہ اس نے ایک عرصے تک نمازیں ادا نہیں کی تھیں۔اب یہ ایک من گھڑت قسم کا قصہ ہے لیکن اس پر فلمیں بھی بنی ہوئیں ہیں ڈرامے بھی بنے ہیں اور تھیٹر پر بھی پیش کیا جاتا ہے۔حالانکہ اسلام کی تاریخ میں بے شمار لوگ فوت ہوئے (اور مدفون ہوئے اور ظاہر ہے ان میں گناہگار بھی ہوں گے) لیکن ہم نے آج تک نہیں سنا کہ کبھی کسی کی قبر میں کوئی سانپ نکلا ہو۔

چنانچہ یہ قصہ اور اس طرح کے دیگر تمام واقعات اور قصے اہل علم کے نزدیک بالکل من گھڑت اور بے بنیاد ہیں۔ اسی طرح کے ایک قصے میں بیان کیا گیا ہے کہ کسی جگہ لوگوں نے زمین کو کافی گہرائی تک کھودا تو ان کو مردوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔اندازہ کریں کس درجے کی جہالت اور بے اصل جھوٹ لوگوں میں پھیلایا جا رہا ہے۔امام ابن سیرین جیسے بعض اہل علم سے منقول ہے کہ جو لوگ اپنے وعظ وتقریر میں قصے کہانیاں بہت زیادہ سناتے ہیں یہ خارجیوں کی علامت

www.sirat-e-mustaqeem.com

ہے، ابن سیرین کا قول ہے کہ سب سے پہلے قصہ گوئی کرنے والے خوارج ہیں اور بھی کئی اسلاف سے یہ بات منقول ہے۔

اسی طرح جدید دور کے مفکرین بھی علماء دین نہیں ہیں، شیخ صالح الفوزان فرماتے ہیں کہ ان مفکرین کے پاس شرعی احکام کا علم نہیں ہوتا، ان لوگوں کے پاس صرف عمومی تعلیم ہوتی ہے جس سے غلط اور صحیح عقیدے میں فرق نہیں ہوسکتا اور نہ یہ لوگ سنی اور بدعتی کے درمیان فرق کر سکتے ہیں۔

جو شخص صرف کتابوں سے علم حاصل کرتا ہے علماء کی صحبت اور رفاقت اختیار نہیں کرتا اس سے علم حاصل نہیں کرنا چاہیے۔ خیر بن یزید کہتے ہیں کہ صحافی حضرات مفتی نہیں ہیں۔

اسی طرح ان پڑھ عابد و زاہد لوگوں سے بھی علم حاصل نہیں کرنا چاہیے۔ عبادت گذاروں کے متعلق کئی احادیث ہمارے علم میں ہیں۔ ان میں سے ایک قصہ بنی اسرائیل کے اس شخص کا ہے جس نے ننانوے افراد کو قتل کیا تھا پھر پہلے اس نے ایک راہب سے مسئلہ پوچھا جس نے اسے مایوس کیا، اور پھر اس نے ایک عالم سے مسئلہ پوچھا جس نے اسے بخشش کی امید دلائی، تو اللہ تعالی کی ذات کے بعد کس کے فتوے نے اس کو نجات کا راستہ بتایا؟ ایک عالم کے فتوے نے، اسی طرح ایک حدیث ابھی اوپر گذری ہے کہ ایک صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض لوگوں نے غلط مسئلہ بتا کر ہلاک کر دیا جس پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا،

"قتلوه قتلهم الله الا سئلوا اذجهلوا"

پھر رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے کہ:

"ان فضل العالم على العابد كفضل القمر ليلة البدر على سائر الكواكب"

(کہ ایک عالم کی فضیلت عابد پر اس طرح ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کی فضیلت باقی ستاروں پر)

یہاں ایک بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ اس حدیث میں عابد سے مراد بالکل جاہل مطلق شخص نہیں ہے بلکہ اس سے مراد وہ شخص ہے جس کے پاس بقدر ضرورت دین کا علم ہو اور وہ عبادت کے لیے خود کو وقف کر دے۔ جہاں تک ہمارے زمانے کے عابدوں کی بات ہے تو الا ماشاء اللہ انکی اکثریت نری جاہل ہے۔ ہم ایسے لوگوں کو اس لیے عبادت گذار کہتے ہیں کیونکہ ہمارے پاس اتنا علم نہیں ہوتا کہ ہم انکی عبادت اور علم کو دین کے صحیح معیار پر پرکھ سکیں، اس کے ساتھ یہ بات بھی ذہن میں رکھیں کہ محض حافظ قرآن یا قاری ہونا اس بات کی دلیل نہیں کہ وہ شخص عالم بھی ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے

"سيأتي على الناس زمان ، يكثر القراء، ويقل الفقهاء، ويقبض العلم"

www.sirat-e-mustaqeem.com

(میری امت پر ایک ایسا دور آئیگا کہ قراء کی کثرت ہو جائیگی لیکن دین کا فہم رکھنے والے علماء کم ہو جائیں گے اور علم اٹھا لیا جائے گا)

علامہ شیخ تویجری فرماتے ہیں کہ اس حدیث رسول کا مصداق ہمارے زمانے میں ظاہر ہوا ہے، چنانچہ ایسے فقہاء بہت کم ہو گئے ہیں جو قرآن وسنت کے علم کی صحیح معرفت رکھتے ہیں اور قاریوں کی بہت کثرت ہوگئی ہے جن میں مرد بھی ہیں عورتیں بھی ہیں بچے بھی ہیں، کیونکہ مدارس بہت زیادہ ہو گئے ہیں، اور قراء سے مراد وہ لوگ ہیں جو تجوید وقراءت میں مہارت رکھتے ہیں اور قرآن کی تلاوت بہت اچھے انداز میں کر سکتے ہیں واللہ اعلم۔ اور اخذ علم میں کسی کی مجلس میں حاضر ہونا، کسی کی تحریر پڑھنا، کسی کی صحبت میں رہ کر علم حاصل کرنا، اور کسی بھی طرح سے علم حاصل کرنا سب صورتیں شامل ہیں۔

شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

بدعتی علماء کی کتابیں پڑھنا یا انکی کیسٹیں سننا عام آدمی کے لیے جائز نہیں یہ صرف اس شخص کے لیے جائز ہے جو عالم ہو اور کتاب پڑھ کر یا کیسٹ سن کر اسکا جواب لکھنا چاہتا ہو اور اس شخص کی غلطی یا گمراہی واضح کرنا چاہتا ہو۔

شیخ نجمی حفظہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

اہل سنت کے لیے یہ قطعاً جائز نہیں کہ حزب التحریر کے لوگوں کی تقریریں سنیں یا ان کے درسِ قرآن میں شامل ہوں کیونکہ اس طرح انکے فتنے میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے۔ بدعتی لوگوں کی نہ تو کتابیں پڑھنی چاہیے اور نہ انکے قصے سننے چاہیے کیونکہ یہ لوگ شہد میں زہر ملا کر دیتے ہیں جس کا عام آدمی کو پتہ نہیں چلتا۔ اور جس شخص کے پاس مکمل اہلیت نہ ہو اسے ان لوگوں کی باتیں نہیں سننی چاہیے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ وہ کوئی ایسی بات سن لے جس کا اسے علم نہ ہو اور وہ اس کے دماغ میں بیٹھ جائے۔

اس موضوع سے متعلق اٹھنے والے بعض سوالات اور ان کے جوابات

سوال ۱:

بعض لوگ کہتے ہیں کہ فلاں شخص سلفی عقیدہ رکھتا ہے لیکن منہج (مسلک) تحریکی (انقلابی) رکھتا ہے اور ہم اس سے عقیدہ تو لیتے ہیں منہج نہیں لیتے، تو کیا ایسا کہنا درست ہے؟

جواب:

یہ بڑی کمزور توجیہ ہے، اسکی وجہ یہ ہے کہ سب سے پہلے تو یہ کہنا ہی غلط ہے کہ عقیدہ اور منہج دو الگ الگ چیزیں ہیں، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ عقیدہ اور منہج ایک ہی چیز ہے ہم ان دو چیزوں کے درمیان فرق نہیں کر سکتے کیونکہ یہ آپس میں لازم وملزوم ہیں ایک دوسرے سے علیحدہ نہیں ہو سکتے، منہج عقیدے کے تابع ہے۔ نیز یہ کہ عقیدہ محض توحید الوہیت واسماء وصفات کی معرفت تک محدود نہیں ہے بلکہ یہ دین کے تمام شعبوں پر حاوی ہے۔ پھر عقیدہ اور منہج کے مابین فرق بھی کوئی

www.sirat-e-mustaqeem.com

نہیں۔شیخ صالح الفوزان فرماتے ہیں جولوگ فاسدعقائداورمنہجی اختلاف کے ساتھ لوگوں کومتحد کرنے کی کوشش کررہے ہیں وہ دراصل ایک محال اور ناممکن کام کرنے کی کوشش کررہے ہیں ہیں کیونکہ یہ دونوں متضاد چیزیں ہیں اور جمع بین الضدین محال ہے۔

سوال ۲:

بعض لوگ کہتے ہیں کہ آج امت کوداعیوں کی ضرورت ہےعلماء کی نہیں؟

جواب:

اس کے جواب میں ہم علامہ ابن عثیمین رحمہ اللہ کا یہ قول پیش کریں گے انہوں نے فرمایا''حقیقت یہ ہے کہ آج امت کو داعیوں کی بھی ضرورت ہے اور ایسے علماء کی بھی ضرورت ہے جوعلم کے سمندر میں غوطہ زن ہوکرعلم کے موتی اورخزانے نکالیں''۔

سوال ۳:

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس وقت میدان میں جوعلماءمسندتعلیم وارشاد پرفائز ہیں وہ سب کے سب سلفی ہیں اورسب لوگ ان سے حق ہی اخذ کررہے ہیں؟

جواب:

یہ بالکل باطل اعتراض ہےاس کا جواب کئی طرح سے ہوسکتا ہے:

پہلا جواب :

یہ ہے کہ یہ قول کسی ایسے شخص کا ہے جوحقیقت سے بےخبر ہے بلکہ تاریخ اسلام سے بھی واقفیت نہیں رکھتا،حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں بھی منافقین موجود تھےاورصحابہ کرام کے زمانے میں بھی خوارج ،قدریہ،اورشیعہ موجود تھے۔

دوسرا جواب:

یہ ہے کہ جوشخص یہ کہتا ہے کہ دین کے بعض داعیوں میں کچھ غلطیاں ، بدعات اورگمراہیاں پائی جاتی ہیں اوروہ قطعی دلائل سے یہ بات ثابت بھی کردیتا ہےتواسکی بات کوقبول کرنالازم ہےاورمحض خواہش نفس کی وجہ سےاسے ردکردینا حرام ہے۔

تیسرا جواب:

اگردین کے تمام مبلغ اورداعی حق اورسنت طریقے پر ہیں تو پھر یہ اختلاف وانتشاراور یہ فرقہ واریت اور یہ قتل وغارت کیوں ہورہی ہے؟ کیاحق کا نتیجہ یہی تفرقہ واختلاف ہے؟اگر یہ مبلغین حق پر ہیں تو یہ اپنے متبعین کواہل سنت سے بچنے کی تاکید کیوں کرتے رہتے ہیں اورانہیں''علماءحیض ونفاس''، ''ایجنٹ''، ''حکومتی علماء''،''محض ریسرچ کرنے

www.sirat-e-mustaqeem.com

والے'' ''مداخلہ'' (شیخ ربیع بن ہادی المدخلی کے پیروکار) ''جامیہ'' (شیخ امان الجامی کے پیروکار) جیسے قابل نفرت القابات سے کیوں موسوم کرتے ہیں؟

چوتھا جواب:

یہ ہے کہ ہم نے دیکھا ہے کہ جن علماء کے بارے میں یہ داعی حضرات باتیں کرتے ہیں وہ علماء سنت ہیں، سلفی علماء ہیں، برائیوں سے محفوظ علماء ہیں، اور لوگوں کی نظر میں پسندیدہ علماء ہیں جن میں علامہ ابن باز، علامہ ابن عثیمین، علامہ البانی، علامہ جامی، شیخ مقبل الوادعی رحمہم اللہ جمیعاً اور شیخ عبدالعزیز آل شیخ، شیخ صالح الفوزان، شیخ نجمی، شیخ ربیع المدخلی حفظہم اللہ وغیرہ ہیں۔ کیا ان علماء کرام نے کبھی گمراہ داعیوں کے متعلق حسد یا غیبت یا بغض کی وجہ سے کوئی بات کی ہے؟ یا انہوں نے گمراہ داعیوں کے فتنے سے بچنے کے لیے بات کی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ انہوں نے ہمیشہ گمراہی کے فتنے سے بچنے کے لیے بات کی ہے۔

اس پوری تقریر کا خلاصہ دو مختصر سے جملوں میں ہے:

(۱) ''ان هذا العلم دين فانظروا عمن تاخذون دينكم''

(یہ علم تمہارا دین ہے پس یہ دیکھ لو کہ تم اپنا دین کس شخص سے اخذ کر رہے ہو)

(۲) ''کس شخص سے علم حاصل کیا جائے اور کس شخص سے علم حاصل نہ کیا جائے''

میرا خیال ہے کہ فی الحال اتنا بیان کافی ہے، میری اللہ تعالی سے دعا ہے کہ جو کچھ ہم نے سنا ہے اس سے ہمیں نفع دے اور جو کچھ ہم نے کہا ہے اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اور ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا متبع بنائے اور بدعت اور اہل بدعت سے ہمیں محفوظ رکھے اور ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے اتباع کی توفیق نصیب فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين،

وصلى الله على نبينا محمد وعلى آله واصحابه اجمعين

------ختم شد ------